بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 49

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

www.akhbarbadr.in

22/جمادی الاوّل 1445ہجری قمری ● 7/فتح 1402ہجری شمسی ● 7/دسمبر 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ (سورۃ الانفال:25)

ترجمہ: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 1/دسمبر 2023 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ کی حدود پر قائم ہونے والا شخص

(2493) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی حدود پر قائم ہوا اور وہ شخص جس نے ان حدود سے تجاوز کیا ان کی مثال ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ ڈال کر جگہ بانٹ لی۔ان میں سے بعض کو اوپر کا درجہ ملا اور بعض کو نیچے کا۔تو وہ لوگ جو اس کشتی کے نیچے درجہ میں تھے جب پانی لینا چاہتے ان لوگوں کے پاس سے گزرتے جو اوپر کے درجہ میں تھے۔پھر انہوں نے کہا: اگر ہم اپنے ہی درجہ میں ایک سوراخ کر لیں اور جو اوپر کے درجہ میں ہیں ان کو تکلیف نہ دیں (تو بہتر ہوگا) اب اگر اوپر کے درجہ والے انہیں وہ بات جس کا انہوں نے ارادہ کیا ہے، کرنے دیں تو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لیں تو وہ بھی نجات پا جائیں اور دوسرے بھی سب نجات پا جائیں۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب الشرکۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلب گار ہے
تو وہ اللہ کیلئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے

جب تک انسان خدا میں کھو یا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا

انسان اگر اللہ تعالیٰ کیلئے زندگی وقف نہیں کرتا تو وہ یاد رکھے کہ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے، یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کیلئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے، بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا، تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا، اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو نصیحت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اِسے سُنے یا نہ سُنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلب گار ہے تو وہ اللہ کیلئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور حضرت ابراہیم کی طرح اسکی روح بول اٹھے۔ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (البقرۃ:132) جب تک انسان خدا میں کھو یا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کیلئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور خدا کیلئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔

انسان اگر اللہ تعالیٰ کیلئے زندگی وقف نہیں کرتا تو وہ یاد رکھے کہ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے۔اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ بعض خام خیال کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہر ایک آدمی کو جہنم میں ضرور جانا ہوگا، یہ غلط ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ تھوڑے ہیں جو جہنم کی سزا سے بالکل محفوظ ہیں اور یہ تعجب کی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ (سبا:14)

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 501، مطبوعہ 2018 قادیان)

ضروری نہیں کہ اس آیت کا مفہوم آخرت پر ہی چسپاں کیا جائے بلکہ شدید جنگوں یا زلزلوں میں بھی یہ حالت پیش آتی رہتی ہے

جب ضلع کانگڑہ میں 1905ء کا زلزلہ آیا اس سے تیس ہزار کے قریب آدمی مر گئے تھے، گاؤں کے گاؤں اس طرح مٹ گئے کہ ان کا نام ونشان نہ رہا، پنجاب ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہل گیا تو اُس وقت لوگوں کا بالکل یہی حال ہوا تھا

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج کی آیت نمبر 2 اور 3 یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ﴿۲﴾ یَوۡمَ تَرَوۡنَہَا تَذۡہَلُ کُلُّ مُرۡضِعَۃٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَہَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ہُمۡ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیۡدٌ ﴿۳﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ ضروری نہیں کہ اس آیت کا مفہوم آخرت پر ہی چسپاں کیا جائے بلکہ شدید جنگوں یا زلزلوں میں بھی یہ حالت پیش آتی رہتی ہے۔جب ضلع کانگڑہ میں 1905ء کا زلزلہ آیا جس سے تیس ہزار کے قریب آدمی مر گئے تھے اور جو زخمی ہوئے اُن کی تعداد اس سے بہت زیادہ تھی اور گاؤں کے گاؤں اس طرح مٹ گئے کہ انکا نام ونشان نہ رہا اور تمام پنجاب ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہل گیا تو اُس وقت لوگوں کا بالکل یہی حال ہوا تھا۔اسی طرح 1935ء میں جب کوئٹہ میں زلزلہ آیا اور مجروح اور زلزلہ سے بچے ہوئے لوگ سپیشل ٹرینوں کے ذریعہ واپس آتے تو لوگ دیوانہ وار روتے ہوئے سٹیشنوں پر اِدھر اُدھر اپنے رشتہ داروں کی تلاش میں دوڑتے پھرتے۔اور جب انہیں اپنا کوئی رشتہ دار نظر نہ آتا تو ان کے نالہ وبکا سے ماتم برپا ہو جاتا۔ایک اخبار کے نامہ نگار نے لکھا کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ اس طرح اسٹیشن پر پھر رہی تھی جس طرح ایک شرابی نشہ میں مدہوش ہو کر لڑھکتا پھرتا ہے۔وہ کبھی دائیں گرتی کبھی بائیں اور روتے ہوئے کہتی کہ سارے ہی مر گئے کوئی بھی نہیں بچا۔بعض لوگوں نے بیان کیا کہ جب مصیبت زدہ لوگوں سے پوچھا جاتا تو وہ جواب دینے کی بجائے چیخیں مار کر رو پڑتے۔پھر کئی آدمی اس صدمہ کی وجہ سے پاگل ہوگئے۔ان دنوں اخبارات میں چھپا تھا کہ کوئٹہ سے ملتان کو گاڑی آرہی تھی کہ راستہ میں دو عورتیں شدت غم کی وجہ سے پاگل ہوگئیں۔ایک اور شخص بھی دیوانہ ہوگیا اور اُس نے چلتی گاڑی سے چھلانگ لگادی۔غرض یہ ایک ایسا دردناک نظارہ تھا کہ اس نظارہ کو دیکھنے والے تو کیا پڑھنے والے بھی ششدر رہ جاتے تھے اور اُن کے دل کرب واضطراب سے بھر جاتے تھے۔

15/جنوری 1934ء کو جب بہار میں ایک قیامت نما زلزلہ آیا جسکے متعلق لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے ہند نے لنڈن میں ایک تقریر کرتے ہوئے چشم

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

تقویٰ کی باریک راہیں
مضمون حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 17/نومبر 2023 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)

احمدیہ مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نائیجیریا کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات

اعلان وصایا

نماز جنازہ حاضر وغائب

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

تقویٰ کی باریک راہیں

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

قسط دوم، آخری

چوتھی مثال

متقی اور غیر متقی دونوں بازاروں اور عام گزر گاہوں اور مجمعوں میں عورتوں کی طرف سے اپنی نظر نیچی رکھتے ہیں مگر جب کسی تنہا جگہ کوئی عورت مونہہ کھولے ہوئے گزرے، جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو، تو غیر متقی خدا کی طرف سے غض بصر کر کے اس عورت کی طرف ارادی نظر ڈال لیتا ہے مگر متقی ہر ایسے موقعہ پر زیادہ قوت کے ساتھ غض بصر پر عمل کرتا ہے کیونکہ اس کو وہ عورت اکیلی سامنے نظر نہیں آئی بلکہ اسکے پیچھے ایک اور وجود بھی ساتھ ساتھ آتا ہوا نظر آتا ہے جسے خدائے علیم وبصیر کہتے ہیں۔

پانچویں مثال

ایک احمدی دوست تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں ان کے ایک ملنے والے ریل میں مل گئے جو سیکنڈ کلاس میں تھے۔ انہوں نے ان کو بلا لیا اور ایک دو سٹیشن تک وہ ان کے ساتھ ہی سیکنڈ کلاس میں سوار چلے گئے۔ پھر اپنے ڈبہ میں آ گئے۔ سفر ختم ہوا اور وہ صاحب ٹکٹ دے کر باہر چلے گئے۔ گھر آ کر اور حساب کر کے انہوں نے وہ رقم جو ان دو سٹیشنوں کے درمیان سیکنڈ اور تھرڈ کے کرایہ کا فرق تھا، ایجنٹ این ڈبلیو آر کے نام بھیج دی اور لکھ دیا کہ ایک ضرورت کی وجہ سے مَیں نے اپنے سفر میں دو سٹیشن تک سیکنڈ کلاس میں سفر کر لیا تھا، یہ اس کا کرایہ ارسال ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ تھرڈ کلاس کے مسافر کو 25 سیر سے زیادہ وزن ارادۃً بغیر تلوائے اور کرایہ ادا کئے ریل میں لے جانا اور بغیر اجازت سٹیشن ماسٹر کے یا پلیٹ فارم ٹکٹ خریدنے کے سوا چالاکی سے اندر پہنچ جانا اور ہوشیاری کے ساتھ سٹیشن کی دوسری طرف سے باہر نکل جانا ایسے افعال ہیں جن سے ایک متقی شرماتا ہے۔

چھٹی مثال

ایک ماسٹر صاحب تھے۔ وہ باوجود اس سرکاری حکم کے کہ ٹیوشن بغیر اجازت ہیڈ ماسٹر کے نہ لی جایا کرے، خود خفیہ خفیہ ایسی ٹیوشنیں لے لیا کرتے تھے۔ ایک شاعر جو کسی اور شاعر کا شعر اپنی غزل میں اپنا کر کے ملا لیتے تھے۔ یا ایک مصنف صاحب جو دوسروں کی تصنیف کو اپنے مضمون میں بلا تسلیم کرنے مصنف کے نام کے شامل کر لیا کرتے تھے۔ ایک بارسوخ طالب علم جو کسی امتحان کے پرچہ کا ناجائز طور پر چند روز پہلے پتہ لگا لیا کرتے تھے۔ ایک وکیل صاحب جو پورا محنتانہ لے کر بھی پیشی کے وقت غیر حاضر ہو جایا کرتے تھے۔ ایک ڈاکٹر صاحب جو خصوصاً نوجوان عورتوں کو طبی مشورہ کے وقت سینہ بین لگا کر اور اچھی طرح ٹھوک بجا کر دیکھنا لازمی سمجھتے تھے۔ ایک صاحب جو بغیر جائز حق کے دوسروں کے خطوط کا مضمون پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک ملّاجی جو لوگوں کے سامنے مسجد میں تو بہت سنوار سنوار کر نماز پڑھتے تھے مگر اکیلے میں وہ بات ان سے صادر نہ ہوتی تھی۔ ایک پیشہ (مثلاً درزی، سنار، لوہار) جو وعدہ کر کے پھر اس وعدہ پر اپنا کام پورا کر کے نہیں دیتے تھے۔ ایک ملازم جو اپنی تنخواہ کے وقت تو پوری رقم کا مطالبہ کیا کرتے تھے مگر خود کام کرنے کے وقت باریک محاسبہ نہیں رکھتے تھے کہ آیا میں معاہدہ کے مطابق چل رہا ہوں یا کچھ غفلت کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے سب لوگ دنیاداروں کی نظروں میں خواہ بڑے ہوشیار کہلائیں مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ متقی ہونے کا امتیازی طرہ نہیں پا سکتے۔ متقی وہی ہے جو ایسے کام نہیں کرتے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔

ساتویں مثال

ایک شخص جو شہوانی خیالات کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور نامحرموں کے حسن وشمائل میں اپنے دل کو مشغول کرتا ہے یا اپنے بکس میں حسین عورتوں کی تصاویر کو خزانہ آرٹ کہہ کر مقفل کر کے رکھتا ہے یا ہمسایہ کے گراموفون میں کسی عورت کے گانے کی آواز کو مزے لے لے کر سنتا رہتا ہے یا اُمرد اور حسین لڑکوں سے بلا ضرورت صاحب سلامت اس لئے رکھتا ہے کہ ان کا قرب اسے کچھ لطف دیتا ہے یہ اور ایسی اور ہزاروں باتیں تقویٰ کی جڑ کو کاٹ ڈالنے والی ہیں گو وہ آج کل کی تہذیب کا ایک جزو اعظم بنی ہوئی ہیں۔ اسی طرح ایک ایسا شخص جو جسمانی صفائی سے لاپرواہ ہے اسکے جسم سے بدبو آتی ہے اور اسکے کپڑے گندے رہتے ہیں ناپاک چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا اپنے دانت صاف نہیں رکھتا جس کی وجہ سے اسکے منہ سے بدبو آتی ہے کچا لہسن اور پیاز یا مولی یا ہینگ کھا کر مسجد میں آ جاتا ہے اور نمازیوں کو ایذا دیتا ہے کوئی قابل تعریف متقی نہیں ہے۔

آٹھویں مثال

وہ شخص جو اپنے جسم کو خدا کی امانت نہیں سمجھتا اور اپنی صحت اور قویٰ کو خدمت دین کیلئے درست رکھنے کی طرف سے لاپروائی کرتا ہے۔ عادی بدپرہیز ہے۔ جائز اور حلال لذتوں میں منہمک رہتا ہے۔ وقت جیسے قیمتی متاع کو ضائع کرتا ہے۔ بہت ہنستا ہے۔ غربت بیماری یا زمانہ کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ یا اکثر رنجیدہ رہتا ہے اور جماعت پر عموماً بدظن رہتا ہے۔ نہایت خشک مزاج ہے۔ معمولی تکالیف پر بے صبری ظاہر کرتا ہے۔ اور تھوڑی نعمت کو حقیر سمجھ کر اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔ وہ ابھی تقویٰ کی باریک راہوں سے دُور ہے چہ جائیکہ باریک تر اور باریک ترین راہوں کا واقف سمجھا جائے۔

نویں مثال

ایک شخص جو کسی بُری بات کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ لوگ اس بات کو بُرا سمجھتے ہیں وہ اس بات میں متقی نہیں ہے بلکہ متقی وہ ہے جو ترک معاصی صرف خدا تعالیٰ کے خوف سے کرے۔ یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ وہ علیم بذات الصدور ہے۔ وہ سب سے زیادہ محبت اور عزت کے قابل ہے۔ اس نے اس بات کو ناجائز قرار دیا ہے کہ اگر میں یہ کام کرونگا تو اس ذات والا صفات سے میرا تعلق کم ہو جائے گا۔ اس یقین کی وجہ سے کسی گناہ کی بات سے پرہیز کرنے والا اصل متقی ہے۔ بدی کو بدی سمجھ کر ترک کرنا یا نیکی کو نیکی کی وجہ سے اختیار کرنا یہ دہریوں اور یورپین فلاسفروں کا کلّیہ ہے جسے ایک مسلمان فلاسفر کسی صورت میں قبول نہیں کر سکتا۔ مسلمان اگر بدی سے بچتا ہے تو صرف خدا کے خوف کی وجہ سے۔ اور نیکی کرتا ہے تو صرف خدا کی محبت کے سبب سے نہ کہ دہریوں کی طرح اپنے دنیاوی فائدہ کیلئے یا اپنے نفس کو لطف اور لذت دینے کیلئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کھانے پینے کی اشیاء کی طرح نیکی کے اندر بھی ایک بڑی لذت رکھی ہے۔

دسویں مثال

ایک لیکچرار لیکچر دے رہا ہے۔ اس نے اپنا مضمون خوب تیار کیا اور خوب اچھی طرح پورا سنا دیا۔ مگر خاتمہ پر حاضرین سے اس نے یہ کہا کہ ”صاحبان وقت تنگ ہو گیا ہے میری طبیعت اچھی نہیں ہے اس لئے میں اس مضمون کو پورا تیار نہیں کر سکا اور اب بھی اسکا بہت سا حصہ باقی ہے (حالانکہ اسکے ذہن میں قطعاً کوئی حصہ باقی نہیں ہے۔ اور اس نے تیاری بھی پوری کر لی تھی) مجبوراً اپنا لیکچر ختم کرتا ہوں اور آپ سے رخصت ہونے کی اجازت چاہتا ہوں۔“ یہ فقرہ ایک باریک بین متقی کبھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ تو ان الفاظ کو غلط اور ناجائز جان کر ان سے اجتناب کرے گا۔

گیارہویں مثال

چونکہ بعض گناہ صرف دل سے تعلق رکھتے ہیں اسلئے اپنے دل میں کسی کی نسبت مخفی حقارت، بدظنی، عداوت، یا نفرت رکھنا جسمانی نقائص، ذات اور قوم کے سبب سے یا علم وعقل اور مال و دولت کی کمی کی وجہ سے کسی کو ادنیٰ اور ذلیل سمجھنا، کسی کا قصور معاف کرنے کے بعد بھی اس سے کدورت رکھنا، بدخواہی، چغلی، یا عیب چینی کرنا، گاہے بگاہے ریاکاری کا مظاہرہ لوگوں کے سامنے کرتے رہنا، تمسخر یا دلآزاری یا طعن کی صورت میں کسی سے بظاہر اچھا کلام کرنا، ایسی مجلسوں میں دلچسپی محسوس کرنا جہاں خدا رسول کے ارشادات کے مخالف باتیں یا دین پر مخفی استہزا ہوتا ہو، علم کو اپنی نفسانی بڑائی کا ذریعہ بنانا، دین کی آڑ لیکر ایسی حرکات کرنا جو مومن کے وقار کے شایاں نہ ہوں۔ مثلاً نماز کے سامنے سے گزرنے والے کو بجائے ہاتھ کے اشارہ سے روک دینے کے دو قدم آگے بڑھ کر اس زور اور اس جوش سے چھاتی پر مُکّا مارنا کہ اُسے چھٹی کا دودھ یاد آ جائے، نفس کے تمام سفلی جذبات اور کج اخلاقیوں پر نظر نہ رکھنا، اور جس بات میں ذرا بھی شُبہ ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے اسکے ترک کرنے میں غفلت کرنا وغیرہ وغیرہ، یہ سب باتیں باریک بین متقیوں کی شان سے بعید ہیں۔

محسن حقیقی کو پسند آنے والی ادائیں

ممکن ہے کہ بعض لوگ ان سطور کو پڑھ کر ہنس دیں کہ یہ تو معمولی اور عامیانہ باتیں ہیں مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہی وہ ادائیں ہیں جن کو محسن اصلی پسند فرماتا ہے اور یہی وہ تقویٰ کی آن ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑے انعام اس قدردانِ حقیقی کی درگاہ سے عطا ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ کیفیت ہے جس کا نتیجہ کبھی بھی نقصان کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتا بلکہ ایسا انسان دین اور دُنیا دونوں میں ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے کیونکہ تقویٰ کا نتیجہ نہ صرف آخرت میں مغفرت اور جنت ہے بلکہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے متقی کو علم ومعرفت، مصائب سے نجات اور غیبی رزق کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ اس نے خود ہی کہا ہے کہ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا۝ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ

دیکھو میں ذرا سے باریک تقویٰ پر ایک عظیم الشان اجر ملنے کا نظارہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ بعض لوگوں کے اصرار پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے کسی اخلاقی مسئلہ میں مباحثہ کا ارادہ کیا لیکن بحث سے پہلے جب ان کے متعلقہ عقائد تفصیل سے سُنے تو فرمایا کہ مولوی صاحب کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو اور خالصۃً للہ اس بحث کو ترک کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس رات خداوند کریم نے اپنے الہام میں اس ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ :

”تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ ناظرین کیلئے یہ صرف چند نمونے بیان کئے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر ارادہ اور ہر عمل کے وقت تقویٰ اور غیر تقویٰ کی بحث آ پڑتی ہے اور انسان کو اپنے ہر حرکت اور سکون پر نگاہ رکھنی پڑتی ہے تب ایسا ہوتا ہے کہ اسکی زندگی پر ایک تغیر آ جاتا ہے اور وہ ایک نئی زندگی اپنے اندر محسوس کرتا ہے اور اسکا پرانا وجود مر کر ایک نیا وجود اسکی جگہ قائم ہو جاتا ہے اور یہی تقویٰ کا مقصد ہے۔

آخر میں مَیں ایک بات بیان کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو ہمیں بظاہر نیک اور متقی نظر آتے ہیں ان کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم تو ٹھگوں کی ہے جو حقیقتاً بد ہیں اور نیکی دکھا کر لوگوں کو دھوکہ دینا اور ٹھگنا ان کا پیشہ ہے۔

دوسری قسم ان کی ہے جو دُنیا کو خوش رکھنے کیلئے معروف قسم کی نیکیاں کرتے رہتے ہیں۔ یہ خدا کے نیک نہیں بلکہ دُنیا کے نیک ہیں۔

تیسری قسم میں وہ لوگ داخل ہیں جو واقعی دین کیلئے آئے اور نیک اور صالح ارادے رکھتے تھے مگر پھر روپیہ دیکھا، دُنیا کے زرق برق سامانوں اور جاہ وتنعم کے مزے چکھے اور آخر کار پھسل گئے۔

چوتھے اور قابل ستائش اور قابل تقلید وہ سعید لوگ ہیں جو خدا کیلئے نیک بنے پھر انہوں نے خدا سے ہی مدد مانگی اور خدا تعالیٰ نے بھی محض اپنے فضل سے ان کی دستگیری کی اور ان کو نہ چھوڑا جب تک کہ وہ اس دُنیا سے گزر نہیں گئے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی دوستی کو لازم پکڑنا چاہئے اور ایسا بننے کیلئے جتنی فرصت بھی ملے حضرت خلیفۃ المسیح علیہم السلام کی صحبت اور قرب میں آ کر رہنا چاہئے تا کہ زندہ خدا کے زندہ نشانات سے کچھ حصہ ملے۔ ایمان مضبوط ہو، تاریکیوں کے پردے پھٹ جائیں، تقویٰ کی باریک راہیں سوجھنے لگیں اور انسان کا خاتمہ اس کے مالک کی مرضی کے مطابق ہو۔ آمین۔

(بحوالہ الفضل قادیان 29/ستمبر 1936ء)

خطبہ جمعہ

جومعاہدہ ہجرت کے بعد مسلمانوں اور یہود کے درمیان ہوا اس کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک معمولی شہری کی حیثیت حاصل نہیں تھی بلکہ آپؐ اس جمہوری سلطنت کے صدر قرار پائے تھے جو مدینے میں قائم ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جملہ تنازعات اور اُمور سیاسی میں جو فیصلہ مناسب خیال کریں صادر فرمائیں

اس وقت کے رائج قانون یا طریق کے مطابق کعب سے جو سلوک ہوا اس پر یہودیوں کا خاموش رہنا بتاتا ہے کہ انہوں نے اس سزا اور اس سلوک کو تسلیم کیا، پس تاریخ میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ اسکے بعد یہودیوں نے کبھی کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کر کے مسلمانوں پر الزام عائد کیا ہو کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے تھے کہ کعب اپنی مستحق سزا کو پہنچا ہے

یہ بہت بہتر ہے کہ ایک شریر اور مفسد آدمی قتل ہو جاوے بجائے اس کے کہ بہت سے پُر امن شہریوں کی جان خطرے میں پڑے اور ملک کا امن برباد ہو

عمر! کچھ فکر نہ کرو، خدا کو منظور ہوا تو حفصہ کو عثمان و ابوبکرؓ کی نسبت بہتر خاوند مل جائے گا اور عثمان کو حفصہ کی نسبت بہتر بیوی ملے گی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح اپنی اولاد حضرت فاطمہؓ سے بہت محبت تھی اسی طرح حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے بھی آپؐ کو خاص محبت تھی کئی دفعہ فرماتے تھے کہ خدایا! مجھے ان بچوں سے محبت ہے تُو بھی ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کر

فرات بن حیان کے قبولِ اسلام کی تفصیلات، کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ، اس میں حکمت اور اس پر اٹھنے والے اعتراضات کے جوابات

اُمّ المومنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے ہاں نواسۂ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا تذکرہ

فلسطین کے مظلومین کیلئے دعا کی مکرّر تحریک

لگتا ہے کہ اب دنیا اپنی تباہی کو قریب تر لے کے آرہی ہے اور اس تباہی کے بعد جو لوگ بچیں گے انہیں اللہ تعالیٰ عقل دے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کریں اور اس کی طرف لَوٹ کر آئیں، بہرحال ہمیں اس حوالے سے بہت دعائیں کرنی چاہئیں، اللہ تعالیٰ دنیا پر رحم فرمائے

یواین کے سیکرٹری جنرل بھی اچھا بولتے ہیں آجکل تو وہ زیادہ اچھا بول رہے ہیں لیکن ان کی آواز کی لگتا ہے کوئی اہمیت نہیں ہے

لگتا ہے کہ اس جنگ کے خاتمے کے بعد یا اگر یہ مزید پھیل گئی اور عالمی جنگ کی صورت اختیار کر لی تو یواین کا بھی خاتمہ ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17/نومبر 2023ء بمطابق 17/نبوت 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۬ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

گذشتہ خطبہ کے آخر پر جو تاریخ بیان ہو رہی تھی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان ہو رہی تھی اس کے ضمن میں فرات بن حیان کے قبول اسلام کا بھی ذکر ہوا تھا۔ اسکے قبول اسلام کی مزید تفصیل یہ ہے کہ یہ گرفتار ہو کر قیدیوں میں تھا جیسا کہ گذشتہ خطبہ میں بیان ہوا تھا۔ غزوۂ بدر کے روز بھی وہ زخمی ہوا تھا تاہم کسی طرح قید سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب پھر وہ مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اسے دیکھتے ہی کہنے لگے: اب بھی تم اپنے طرز عمل کو نہیں بدلو گے؟ فرات بولا اگر اس دفعہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بچ کر نکل گیا تو پھر میں قابو نہ آؤں گا۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے پھر اسلام قبول کر لو۔ اگر تم نے بچ کے نکلنا ہی ہے تو ایک ہی طریقہ ہے کہ پھر اسلام قبول کر لو۔ بہرحال فرات بن حیان حضرت ابوبکرؓ کی یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑا۔ اپنے ایک انصاری دوست کے پاس سے گزرتے ہوئے کہنے لگا کہ مَیں تو مسلمان ہوں۔ انصاری صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا۔ اِنَّ مِنْکُمْ رِجَالًا نَکِلُھُمْ اِلٰی اِیْمَانِھِمْ کہ بلاشبہ تم میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں ہم ان کے ایمان کے حوالے کرتے ہیں۔ اگر یہ کہتا ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو ٹھیک ہے۔ پھر اس کا اور اللہ کا معاملہ ہے۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پہ اسے رہا کر دیا۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 6، صفحہ 398، مکتبہ دار المعارف لاہور) (الاصابہ، جلد 5، صفحہ 273، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

تفصیل میں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ کا ایک سریہ جمادی الآخر سنہ 3 ہجری میں قردہ کے مقام کی طرف بھیجا گیا تھا۔ سیرت خاتم النبیینؐ میں اسی واقعہ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھا ہے کہ بنو سُلَیم اور بنوغطفان کے حملوں سے کچھ فرصت ملی تو مسلمانوں کو ایک اَور خطرہ کے سدّ باب کیلئے وطن سے نکلنا پڑا۔ اب تک قریش اپنی شمالی تجارت کیلئے عموماً حجاز کے ساحلی راستے سے شام کی طرف جاتے تھے لیکن اب انہوں نے یہ راستہ ترک کر دیا کیونکہ اس علاقہ کے قبائل مسلمانوں کے حلیف بن چکے تھے اور قریش کیلئے شرارت کا موقع کم تھا بلکہ ایسے حالات میں وہ اس ساحلی راستے کو خود اپنے لیے خطرے کا موجب سمجھتے تھے۔ صرف یہی وجہ نہیں تھی کہ مسلمانوں سے خطرہ تھا بلکہ وہ خود جو حرکتیں کرنا چاہتے تھے، اب ان کا خیال تھا کہ ان قبائل کے مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کی وجہ سے وہ ہم نہیں کر سکیں گے اور مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ بہرحال اب انہوں نے اس راستے کو ترک کر کے نجدی راستہ اختیار کر لیا جو عراق کو جاتا تھا اور جس کے آس پاس قریش کے حلیف اور مسلمانوں کے جانی دشمن تھے۔ پہلے رستے وہ تھے جن سے مسلمانوں کا معاہدہ ہوا تھا اور اس رستے پر جس کو قریش نے اختیار کیا وہاں ان کے اپنے معاہدے والے تھے اور وہ لوگ اور قبائل آباد تھے جو مسلمانوں کے بھی جانی دشمن تھے جو قبائل سلیم اور غطفان تھے۔ چنانچہ جمادی الآخر کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ نجدی راستہ سے گزرنے والا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر قریش کے قافلوں کا ساحلی راستے سے گزرنا مسلمانوں کیلئے موجب خطرہ تھا تو نجدی راستے سے ان کا گزرنا ویسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر اندیشہ ناک تھا کیونکہ برخلاف ساحلی راستے کے، اس راستے پر قریش کے حلیف آباد تھے جو قریش ہی کی طرح مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے اور جن کے ساتھ مل کر قریش بڑی آسانی کے ساتھ مدینہ میں خفیہ چھاپہ مار سکتے تھے یا کوئی شرارت کر سکتے تھے اور پھر قریش کو کمزور کرنے اور انہیں صلح جوئی کی طرف مائل کرنے کی غرض کے ماتحت بھی ضروری تھا کہ اس راستہ پر بھی ان کے قافلوں کی روک تھام کی جاوے۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کے ملتے ہی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ کی سرداری میں اپنے صحابہؓ کا ایک دستہ روانہ فرما دیا۔

قریش کے اس تجارتی قافلے میں ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جیسے رؤساء بھی موجود تھے۔ زید نے نہایت چستی اور ہوشیاری سے اپنے فرض کو ادا کیا اور نجد کے مقام قردہ میں ان دشمنانِ اسلام کو جا پکڑا۔ اور اس اچانک حملہ سے گھبرا کر قریش کے لوگ قافلہ کے اموال اور جو بھی ان کا مال تھا اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور زید بن

حارثہؓ اور ان کے ساتھی ایک کثیر مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ میں کامیاب و کامران واپس آئے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ قریش کے اس قافلہ کا راہبر ایک فرات نامی شخص تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوا اور مسلمان ہونے پر رہا کر دیا گیا۔ لیکن دوسری روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کا جاسوس تھا مگر بعد میں مسلمان ہو کر مدینہ میں ہجرت کر کے آ گیا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 465-466)

ایک واقعہ انہی دنوں میں کعب بن اشرف کے قتل کا ہے۔

کعب بن اشرف مدینے کے سرداروں میں سے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدہ میں شامل تھا لیکن معاہدہ کر کے بعد میں اس نے فتنہ پھیلانے کی کوشش کی اور اس کے قتل کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔

بخاری میں اس واقعہ کی تفصیلات یوں درج ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف سے کون نپٹے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو سخت دکھ دیا ہے۔ محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہو گئے کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے مار ڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! چنانچہ محمد بن مسلمہؓ کعب کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اس شخص نے ہم سے صدقہ مانگا ہے اور اس نے ہمیں مشقّت میں ڈال دیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بات منسوب کر کے کہا کہ آپؐ نے ان سے صدقہ مانگا ہے اور مشقت میں ڈال دیا ہے۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں تم سے ادھار لوں۔ اس نے کہا بخدا! تم اس سے اکتا جاؤ گے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتا جاؤ گے اور پیچھے ہٹ جاؤ گے۔ بہر حال محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ چونکہ ہم نے اس کی پیروی اختیار کر لی ہے اس لیے ہم پسند نہیں کرتے کہ اسے چھوڑ دیں یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور ہم چاہتے ہیں ایک یا دو وسق ہمیں ادھار دو۔ کعب نے کہا اچھا! میرے پاس کچھ رہن رکھو۔ انہوں نے کہا تم کیا شے چاہتے ہو؟ کعب نے یہ کہا کہ اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھو۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے پاس اپنی عورتیں کیسے رہن رکھیں جبکہ تم عربوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ اس نے کہا پھر اپنے بیٹے میرے پاس رہن رکھو۔ انہوں نے کہا ہم تمہارے پاس اپنے بیٹوں کو کیسے رہن رکھیں۔ ان میں سے ہر ایک کو طعنہ دیا جائے گا، کہا جائے گا کہ وہ ایک یا دو وسق کیلئے رہن رکھے گئے تھے۔ یہ ہمارے لیے عار ہے لیکن ہم تمہارے پاس اپنی زرہیں رہن رکھتے ہیں۔ زرہوں سے مراد یہاں جنگی سامان بھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کعب سے پھر اسکے پاس آنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس رات کو آئے اور ان کے ساتھ ابو نائلہ بھی تھے جو کعب کے رضاعی بھائی تھے۔ اس نے انہیں قلعہ میں بلایا اور وہ ان کے پاس قلعہ میں جب چلے گئے تو وہ اپنے بالا خانہ سے نیچے اترا۔ اسکی بیوی اس سے کہنے لگی کہ اس وقت تم کہاں جاتے ہو؟ کعب نے کہا یہ تو محمد بن مسلمہ اور میرے بھائی ابو نائلہ ہیں۔ انہوں نے بلایا ہے۔ ان کے پاس جا رہا ہوں۔ اس کی بیوی نے کہا مَیں ایسی آواز سنتی ہوں کہ گویا جس سے خون ٹپک رہا ہے۔ کعب بولا کہ معزز آدمی کو رات کے وقت حملے کیلئے بھی بلایا جائے تو وہ ضرور جائے گا۔ بہر حال محمد بن مسلمہؓ اپنے ساتھ دو آدمی بھی لے گئے تھے۔ محمد بن مسلمہؓ نے ان آدمیوں کو کہا کہ جب کعب آئے تو میں اس کے بال پکڑوں گا اور اسے سونگھوں گا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم بڑھ کر اس کا کام تمام کر دینا۔ چنانچہ کعب ان کے پاس چادر لپیٹے ہوئے نیچے آیا اور اس سے خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا۔ آج جیسی خوشبو تو میں نے کبھی نہیں پائی یعنی بہترین خوشبو ہے۔ کعب نے کہا میرے پاس عرب کی عورتوں میں سے سب سے زیادہ معطر ہیں اور سب سے زیادہ خوبصورت۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ تمہارے سر کو سونگھوں؟ اس نے کہا ہاں تو انہوں نے اس کو سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر کہا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں پھر جب محمد بن مسلمہؓ نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو اپنے ساتھیوں کو کہا کہ تم اس کو پکڑو اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کو بتایا۔

(ماخوذ از صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الاشرف، روایت 4037)

کعب کے زخمی ہونے کی مزید تفصیل بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں یہ لکھی ہے کہ محمد بن مسلمہؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب کعب بن اشرف پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا تو ان کے ایک ساتھی حضرت حارث بن اوسؓ کو تلوار کی نوک لگی اور وہ زخمی ہو گئے۔ اپنے ساتھیوں کی تلوار کی نوک سے زخمی ہوئے تھے۔ چنانچہ آپؓ کے ساتھی انہیں اٹھا کر تیزی سے مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن اوسؓ کے زخم پر اپنا لعاب لگایا اور اسکے بعد انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔

(عمدۃ القاری، جلد 17، صفحہ 192، کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الاشرف مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت 2003ء)

کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ سیرت خاتم النبیینؐ میں جو لکھا گیا ہے وہ اس طرح ہے جسکا اس وقت میں یہاں مختصر بیان کروں گا۔ بدر کی جنگ نے جس طرح مدینہ کے یہودیوں کی دلی عداوت کو ظاہر کر دیا تھا اور بنو قینقاع کی جلا وطنی بھی دوسرے یہودیوں کو اصلاح کی طرف مائل نہ کر سکی تھی اور وہ اپنی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں میں ترقی کرتے گئے۔ چنانچہ کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کعب گو مذہباً یہودی تھا لیکن دراصل یہودی النسل نہ تھا بلکہ عرب تھا۔ اس کا باپ اشرف بنو نبہان کا ایک ہوشیار اور چلتا پرزہ آدمی تھا جس نے مدینے میں آ کر بنو نضیر کے ساتھ تعلقات پیدا کیے۔ ان کا حلیف بن گیا اور بالآخر اس نے اتنا اقتدار اور رسوخ پیدا کر لیا کہ قبیلہ بنو نضیر کے رئیس اعظم ابو رافع بن ابو الحُقَیقنے اپنی لڑکی اسے رشتہ میں دے دی۔ اس لڑکی کے بطن سے کعب پیدا ہوا جس نے بڑے ہو کر اپنے باپ سے بھی بڑھ کر رتبہ حاصل کیا۔ حتی کہ بالآخر اسے یہ حیثیت حاصل ہو گئی کہ تمام عرب کے یہودی اسے گویا اپنا سردار سمجھنے لگ گئے۔ کعب ایک وجیہ اور شکیل شخص ہونے کے علاوہ ایک قادر الکلام شاعر اور نہایت دولتمند آدمی تھا۔ ہمیشہ اپنی قوم کے علماء اور دوسرے ذی اثر لوگوں کو اپنی مالی فیاضی سے اپنے ہاتھ کے نیچے رکھتا تھا مگر اخلاقی نکتۂ نظر سے وہ ایک نہایت گندے اخلاق کا آدمی تھا اور خفیہ چالوں اور ریشہ دوانیوں کے فن میں اسے کمال حاصل تھا۔ کوئی برائی ایسی نہیں تھی جو اس میں نہ ہو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو کعب بن اشرف نے دوسرے یہودیوں کے ساتھ مل کر اس معاہدہ میں شرکت اختیار کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان باہمی دوستی اور امن و امان اور مشترکہ دفاع کے متعلق تحریر کیا گیا تھا۔ ظاہراً تو یہ معاہدہ اس نے کیا مگر اندر ہی اندر کعب کے دل میں بغض و عداوت کی آگ سلگنے لگی اور اس نے خفیہ چالوں اور مخفی ساز باز سے اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت شروع کر دی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کعب ہر سال یہودی علماء و مشائخ کو بہت سی خیرات کر دیا کرتا تھا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد یہ لوگ اپنے سالانہ وظائف لینے کیلئے اسکے پاس آئے تو اس نے باتوں باتوں میں ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شروع کر دیا اور ان سے آپؐ کے متعلق مذہبی کتب کی بنا پر رائے دریافت کی۔ تو انہوں نے کہا کہ بظاہر تو یہ وہی نبی معلوم ہوتا ہے جس کا ہمیں توریت میں وعدہ دیا گیا ہے۔ کعب اس جواب پر بڑا بگڑ گیا اور سب کو بڑا سخت سست کہا اور برا بھلا کہا اور رخصت کر دیا۔ اور جو خیرات انہیں دیا کرتا تھا وہ نہ دی۔ یہودی علماء کی جب روزی بند ہو گئی تو کچھ عرصہ کے بعد پھر کعب کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں علامات سمجھنے میں غلطی لگ گئی تھی ہم نے دوبارہ غور کیا ہے۔ دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبی نہیں ہیں جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اس جواب سے پھر کعب کا مطلب حل ہو گیا اور اس نے خوش ہو کر ان کو سالانہ خیرات دے دی۔ بہر حال یہ تو ایک مذہبی مخالفت تھی جو گو ناگوار صورت میں کی گئی لیکن قابل اعتراض نہیں ہو سکتی تھی کہ اس پر سزا ملے اور نہ اس بنا پر کعب کو زیر الزام سمجھا جا سکتا تھا۔ اس کے بعد کعب کی مخالفت زیادہ خطرناک صورت اختیار کر گئی اور بالآخر جنگِ بدر کے بعد تو اس نے ایسا روّیہ اختیار کیا جو سخت مفسدانہ اور فتنہ انگیز تھا۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کیلئے نہایت خطرناک حالات پیدا ہو گئے۔ دراصل بدر سے پہلے کعب یہ سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کا جوشِ ایمان ایک عارضی چیز ہے اور آہستہ آہستہ یہ سب لوگ خود بخود منتشر ہو کر اپنے آبائی مذہب کی طرف لوٹ آئیں گے لیکن جب بدر کے موقع پر مسلمانوں کو غیر متوقع فتح نصیب ہوئی اور رؤسائے قریش اکثر مارے گئے تو اس نے سمجھ لیا کہ اب یہ نیا دین یونہی مٹتا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ بدر کے بعد اس نے اپنی پوری کوشش اسلام کے مٹانے اور تباہ و برباد کرنے میں صرف کر دینے کا تہیہ کر لیا۔

اسکے دلی بغض اور حسد کا سب سے پہلا اظہار اس موقع پر ہوا جب بدر کی فتح کی خبر مدینہ میں پہنچی تو اس خبر کو سن کر کعب نے علیٰ رؤس الاشہاد یہ کہہ دیا، بڑا کھل کے گواہی دیتے ہوئے اعلان کیا کہ یہ خبر بالکل جھوٹی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ایسے بڑے لشکر پر فتح حاصل ہو اور مکہ کے اتنے نامور رئیس خاک میں مل جائیں اور اگر یہ خبر سچ ہے تو پھر اس زندگی سے مرنا بہتر ہے۔ بہر حال جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی اور کعب کو یہ یقین ہو گیا کہ واقعی بدر کی فتح نے اسلام کو وہ استحکام دے دیا ہے جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا تو وہ غیض و غضب سے بھر گیا اور فوراً سفر کی تیاری کر کے اس نے مکہ کی راہ لی۔ وہاں جا کر اپنی چرب زبانی اور شعر گوئی کے زور سے قریش کے دلوں کی سلگتی ہوئی آگ کو شعلہ بار کر دیا اور آگ بھڑکائی۔ ان کے دل میں

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران: 17)

ترجمہ: اَے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے
پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

مسلمانوں کے خون کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا کردی۔ ان کے سینے جذباتِ انتقام وعداوت سے بھر دیے۔ اور جب کعب کی اشتعال انگیزی سے ان کے احساسات میں ایک انتہائی درجہ کی بجلی پیدا ہوگئی تو اس نے ان کو خانہ کعبہ کے صحن میں لے جا کر اور کعبہ کے پردے ان کے ہاتھوں میں دے دے کر ان سے قسمیں لیں کہ جب تک اسلام اور بانئ اسلام کو صفحہ دنیا سے ملیا میٹ نہ کر دیں گے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ مکہ میں یہ آتش فشاں فضا پیدا کر کے اس بدبخت نے دوسرے قبائل کا رخ کیا اور قوم بقوم پھر کر مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ پھر مدینہ میں واپس آکر اپنے جوش دلانے والے اشعار میں نہایت گندے اور فحش طریق پر مسلمان خواتین کا ذکر کیا۔ حتی کہ خاندان نبوت کی مستورات کو بھی اپنے اوباشانہ اشعار کا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کیا اور ملک میں ان اشعار کا چرچا کروایا۔ بالآخر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی اور آپؐ کو کسی دعوت وغیرہ کے بہانے سے اپنے مکان پر بلا کر چند نوجوان یہودیوں سے آپؐ کو قتل کروانے کا منصوبہ باندھا مگر خدا کے فضل سے اسکی وقت پر اطلاع ہوگئی اور اسکی یہ سازش کامیاب نہیں ہوئی۔

جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی اور کعب کے خلاف عہد شکنی، بغاوت، تحریکِ جنگ، فتنہ پردازی، فحش گوئی اور سازش قتل کے الزامات پایہ ثبوت کو پہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس بین الاقوامی معاہدہ کی رُو سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں تشریف لانے کے بعد اہالیانِ مدینہ سے ہوا تھا، آپؐ مدینہ کی جمہوری سلطنت کے صدر اور حاکمِ اعلیٰ تھے۔ آپؐ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ کعب بن اشرف اپنی کارروائیوں کی وجہ سے واجب القتل ہے اور اپنے بعض صحابیوں کو ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن چونکہ اس وقت کعب کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے مدینے کی فضا ایسی ہو رہی تھی کہ اگر اسکے خلاف باضابطہ طور پہ اعلان کر کے اسے قتل کیا جاتا تو مدینہ میں ایک خطرناک خانہ جنگی شروع ہو جانے کا احتمال تھا۔ جس میں نہ معلوم کتنا کشت وخون ہونا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ممکن اور جائز قربانی کر کے بین الاقوامی کشت وخون کو روکنا چاہتے تھے کہ مسلمان اور یہودی دونوں آپس میں لڑ مر کر نقصان نہ پہنچائیں، ایک دوسرے سے مارے نہ جائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی کہ کعب کو برملا طور پر قتل نہ کیا جائے بلکہ چند لوگ خاموشی کے ساتھ کوئی مناسب موقع نکال کر اسے قتل کر دیں اور یہ ڈیوٹی آپؐ نے قبیلہ اوس کے ایک مخلص صحابی محمد بن مسلمہؓ کے سپرد فرمائی اور انہیں تاکید فرمائی کہ جو طریق بھی اختیار کریں قبیلہ اوس کے رئیس سعد بن معاذؓ کے مشورہ سے کریں۔ محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! خاموشی کے ساتھ قتل کرنے کیلئے تو کوئی بات کہنی ہوگی۔ یعنی کوئی عذر وغیرہ بنانا پڑے گا جسکی مدد سے کعب کو اسکے گھر سے نکال کر کسی محفوظ جگہ میں قتل کیا جا سکے۔ آپؐ نے ان عظیم الشان اثرات کا لحاظ رکھتے ہوئے جو اس موقع پر ایک خاموش سزا کے طریق کو چھوڑنے سے پیدا ہو سکتے تھے فرمایا کہ اچھا۔ چنانچہ محمد بن مسلمہؓ نے سعد بن معاذ کے مشورہ سے ابونائلہ اور دو تین اور صحابیوں کو اپنے ساتھ لیا اور کعب کے مکان پر پہنچے اور کعب کو اسکے اندرون خانہ سے بلا کر کہا کہ ہمارے صاحب یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے صدقہ مانگا ہے اور ہم تنگ حال ہیں۔ کیا تم مہربانی کر کے ہمیں کچھ قرض دے سکتے ہو؟ یہ بات سن کر کعب خوشی سے کود پڑا۔ کہنے لگا۔ واللہ! ابھی کیا ہے۔ وہ دن دُور نہیں جب تم اس شخص سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دو گے۔ اس پر محمد بن مسلمہؓ نے جواب دیا کہ خیر! ہم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار کر چکے ہیں اور اب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس سلسلہ کا انجام کیا ہوتا ہے۔ مگر تم یہ بتاؤ کہ قرض دو گے یا نہیں؟ کعب نے کہا کہ ہاں اگر کوئی چیز رہن رکھو۔ اور اس نے پہلے عورتوں پھر بیٹوں کے رہن رکھنے کا کہا جیسا کہ ابھی بخاری کے حوالے سے میں نے بیان کیا ہے اور آخر پر ان کے ہتھیار رہن رکھنے پر کعب راضی ہو گیا اور محمد بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھی رات کو آنے کا وعدہ دے کر واپس چلے گئے۔ جب رات ہوئی تو یہ پارٹی ہتھیار وغیرہ ساتھ لے کر کعب کے مکان پر پہنچے اور اس کو گھر سے نکال کر باتیں کرتے کرتے ایک طرف لے آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد چلتے چلتے اس کو قابو کر کے وہ صحابہؓ جو پہلے ہتھیار بند تھے انہوں نے تلوار چلائی اور اسے قتل کر دیا۔ بہرحال کعب قتل ہو کر گرا اور محمد بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھی وہاں سے رخصت ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپؐ کو اس قتل کی اطلاع دی۔

جب کعب کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو شہر میں ایک سنسنی پھیل گئی اور یہودی لوگ سخت جوش میں آ گئے۔ دوسرے دن صبح کے وقت یہودیوں کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ ہمارا سردار کعب بن اشرف اس طرح قتل کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ کعب کس کس جرم کا مرتکب ہوا تھا اور پھر آپؐ نے اجمالاً ان کو کعب کی عہد شکنی، تحریک جنگ اور فتنہ انگیزی اور فحش گوئی اور سازش قتل وغیرہ کی کارروائیاں یاد دلائیں۔ جس پر یہ لوگ ڈر کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہیں چاہئے کہ کم از کم آئندہ کیلئے ہی امن اور تعاون کے ساتھ رہو اور عداوت اور فتنہ وفساد کا بیج نہ بوؤ۔ چنانچہ یہود کی رضامندی کے ساتھ آئندہ کیلئے ایک نیا معاہدہ لکھا گیا اور یہود نے مسلمانوں کے ساتھ امن وامان کے ساتھ رہنے اور فتنہ وفساد کے طریقوں سے بچنے کا ازسرنو وعدہ کیا اور یہ عہد نامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپردگی میں دے دیا گیا۔

تاریخ میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ اس کے بعد یہودیوں نے کبھی کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کر کے مسلمانوں پر الزام عائد کیا ہو کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے تھے کہ کعب اپنی مستحق سزا کو پہنچا ہے۔

پس اس وقت کے رائج قانون یا طریق کے مطابق کعب سے جو سلوک ہوا اس پر یہودیوں کا خاموش رہنا بتاتا ہے کہ انہوں نے اس سزا اور اس سلوک کو تسلیم کیا۔

بعض مؤرخین بعد میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ناجائز قتل کروایا اور یہ غلط چیز تھی۔ واضح ہو کہ یہ ناجائز قتل نہیں تھا کیونکہ کعب بن اشرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقاعدہ امن کا معاہدہ کر چکا تھا اور مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرنا تو درکنار رہا اس نے اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ ہر بیرونی دشمن کے خلاف مسلمانوں کی مدد کرے گا اور مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے گا۔ اس نے اس معاہدہ کی رُو سے یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ جو رنگ مدینہ میں جمہوری سلطنت کا قائم کیا گیا ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدر ہوں گے اور ہر قسم کے تنازعات وغیرہ میں آپؐ کا فیصلہ سب کیلئے واجب القبول ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اسی معاہدہ کے تحت یہودی لوگ اپنے مقدمات وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور آپؐ ان میں احکام جاری فرماتے تھے۔ اب ان حالات کے ہوتے ہوئے کعب نے تمام عہد وپیمان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے چھوڑ دیا، عمل نہ کیا اور مسلمانوں سے بلکہ حق یہ ہے کہ حکومت وقت سے غداری کی۔ یہاں مسلمانوں سے غداری کا سوال نہیں ہے۔ اس نے حکومت وقت سے غداری کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سربراہ حکومت تھے اور مدینہ میں فتنہ وفساد کا بیج بویا اور ملک میں جنگ کی آگ مشتعل کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کے خلاف قبائل عرب کو خطرناک طور پر ابھارا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے کیے۔ یہ سب کچھ ایسی حالت میں کیا کہ مسلمان جو پہلے ہی چاروں طرف سے مصائب میں گرفتار تھے ان کیلئے سخت مشکل حالات پیدا کر دیے اور ان حالات میں کعب کا جرم بلکہ بہت سے جرموں کا مجموعہ ایسا نہ تھا کہ اس کے خلاف کوئی تعزیری قدم نہ اٹھایا جاتا؟ چنانچہ یہ قدم اٹھایا گیا اور آجکل کے مہذب کہلانے والے ممالک میں بغاوت اور عہد شکنی اور اشتعال جنگ اور سازش کے جرموں میں مجرموں کو قتل کی سزا دی جاتی ہے پھر اعتراض کس چیز کا۔ بلکہ آجکل فلسطین اور اسرائیل کے درمیان میں جو ہو رہا ہے۔ وہ تو بہت بڑھ کے ہو رہا ہے اور بہرحال کئی لحاظ سے جائز بھی نہیں۔

پھر دوسرا سوال قتل کے طریق کا ہے۔

رات کو مارا گیا ہے تو اس کو خاموشی سے کیوں قتل کیا؟ اسکے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ عرب میں اس وقت کوئی باقاعدہ سلطنت نہیں تھی۔ ایک سربراہ تو مقرر کر لیا تھا لیکن صرف اسی کا فیصلہ نہیں ہوتا تھا بلکہ اگر اپنے اپنے فیصلے کرنا چاہے تو ہر شخص اور ہر قبیلہ آزاد اور خود مختار بھی تھا۔ مجموعی طور پر مشترکہ فیصلے ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور اگر اپنے طور پر قبیلوں نے کرنے ہوتے تو وہ بھی ہوتے تھے۔ تو ایسی صورت میں وہ کون سی عدالت تھی جہاں کعب کے خلاف مقدمہ دائر کر کے باقاعدہ قتل کا حکم حاصل کیا جاتا؟ کیا یہود کے پاس شکایت کی جاتی جن کا وہ سردار تھا اور جو خود مسلمانوں سے غداری کر چکے تھے، آئے دن فتنے کھڑے کرتے رہتے تھے؟ اس لیے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہود کے پاس جایا جاتا۔ قبائلِ سُلَیم اور غطفان سے دادرسی چاہی جاتی جو گذشتہ ماہ میں تین چار دفعہ مدینے پر چھاپہ مارنے کی تیاری کر چکے تھے؟ وہ بھی ان کے قبیلے تھے تو ظاہر ہے کہ ان سے بھی کوئی انصاف نہیں ملنا تھا۔ بہرحال اس وقت کی حالت پر غور کرو اور پھر سوچو کہ مسلمانوں کیلئے سوائے اس کے وہ کون سا راستہ کھلا تھا کہ جب ایک شخص کی اشتعال انگیزی اور تحریک جنگ اور فتنہ پردازی اور سازش قتل کی وجہ سے اسکی زندگی کو اپنے لیے اور ملک کے امن کیلئے خطرہ پاتے تو خود حفاظتی کے خیال سے موقع پا کر اسے قتل کر دیتے کیونکہ یہ بہت بہتر ہے کہ ایک شریر اور مفسد آدمی قتل ہو جاوے بجائے اس کے کہ بہت سے پُرامن شہریوں کی جان خطرے میں پڑے اور ملک کا امن برباد ہو۔

اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ فتنہ قتل سے بڑا ہے۔ بہرحال اس معاہدہ کی رُو سے جو ہجرت کے بعد مسلمانوں اور یہود کے درمیان ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک معمولی شہری کی حیثیت حاصل نہیں تھی بلکہ آپؐ اس

ارشادِ نبوی ﷺ

جو شخص صدقِ نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے
شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو
(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالبِ دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشادِ نبوی ﷺ

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو
بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی
(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

جمہوری سلطنت کے صدر قرار پائے تھے جو مدینے میں قائم ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جملہ تنازعات اور اُمورِ سیاسی میں جو فیصلہ مناسب خیال کریں صادر فرمائیں۔

پس اگر آپؐ نے ملک کے امن کے مفاد میں کعب کی فتنہ پردازی کی وجہ سے اسے واجب القتل قرار دیا تو یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی اس لیے تیرہ سو سال بعد اسلام پر اعتراض کرنے والوں کا اعتراض جو آجکل کے orientalists کرتے ہیں، مستشرقین کرتے ہیں یہ بودہ ہے کیونکہ اس وقت تو یہودیوں نے آپؐ کی بات سن کر اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 466 تا 472)

اسی عرصہ میں حضرت حفصہ بنت عمرؓ کی دوسری شادی بھی ہوئی۔ حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کی بیٹی تھیں اور انکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے بارے میں جو ذکر ملتا ہے اسکی تفصیل یوں ہے کہ حضرت حفصہؓ کے شوہر جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ سے واپسی پر بیمار ہو کر انتقال کر گئے تو بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کے ساتھ شادی کی۔

اس کی تفصیل بخاری میں یوں درج ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ جب حضرت حفصہ بنت عمرؓ خُنَیس بن حُذَافہ سَہمیؓ سے بیوہ ہوئیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے تھے اور بدر میں شریک تھے۔ مدینہ میں انہوں نے وفات پائی تو روایت میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ سے ملا۔ ان کے پاس حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپؓ چاہیں تو حفصہ بنت عمرؓ کا نکاح آپؓ سے کر دوں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا میں اپنے اس معاملے پر غور کروں گا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں چنانچہ میں کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کچھ دنوں کے بعد کہا کہ مجھے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان دنوں شادی نہ کروں۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے پھر میں حضرت ابوبکرؓ سے ملا کہ اگر آپؓ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمرؓ کا نکاح آپؓ سے کر دوں۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا اور حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ عثمانؓ کی نسبت میں نے ان سے زیادہ محسوس کیا یعنی احساس زیادہ ہوا کہ انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ کہتے ہیں پھر میں کچھ دن ٹھہرا رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے آپؐ سے ان کا نکاح کر دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی باب حدیث 4005)

سیرت خاتم النبیینؓ میں اس واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ ''حضرت عمر بن خطابؓ کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام حفصہ تھا۔ وہ خُنَیس بن حُذَافہ کے عقد میں تھیں جو ایک مخلص صحابی تھے اور جنگِ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ بدر کے بعد مدینہ واپس آنے پر خُنَیس بیمار ہو گئے اور اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکے۔ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد حضرت عمرؓ کو حفصہ کے نکاح ثانی کا فکر دامن گیر ہوا۔ اس وقت حفصہ کی عمر بیس سال سے اوپر تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی فطرتی سادگی میں خود عثمان بن عفان سے مل کر ان سے ذکر کیا کہ میری لڑکی حفصہ اب بیوہ ہے۔ آپؓ اگر پسند کریں تو اسکے ساتھ شادی کر لیں مگر حضرت عثمانؓ نے ٹال دیا۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے بھی خاموشی اختیار کی اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ کو بہت ملال ہوا اور انہوں نے اسی ملال کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ سے ساری سرگزشت عرض کر دی۔ آپؐ نے فرمایا: عمر! کچھ فکر نہ کرو۔ خدا کو منظور ہوا تو حفصہ کو عثمان و ابوبکرؓ کی نسبت بہتر خاوند مل جائے گا اور عثمان کو حفصہ کی نسبت بہتر بیوی ملے گی۔

یہ آپؐ نے اس لیے فرمایا کہ آپؐ حفصہ کے ساتھ شادی کر لینے اور اپنی لڑکی ام کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ کے ساتھ بیاہ کر دینے کا ارادہ کر چکے تھے جس سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کو اطلاع تھی اور اسی لیے انہوں نے حضرت عمرؓ کی تجویز کو ٹال دیا تھا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کی شادی فرما دی......اور اسکے بعد آپؐ نے خود اپنی طرف سے حضرت عمرؓ کو حفصہ کیلئے پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو اس سے بڑھ کر اَور کیا چاہئے تھا۔ انہوں نے نہایت خوشی سے اس رشتہ کو قبول کیا اور شعبان 3ھ میں حضرت حفصہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ کر حرم نبویؐ میں داخل ہو گئیں۔ جب یہ رشتہ ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ شاید آپؓ کے دل میں میری طرف سے کوئی ملال ہو۔ بات یہ ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے اطلاع تھی لیکن میں آپؐ کی اجازت کے بغیر آپؐ کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں اگر آپؐ کا یہ ارادہ نہ ہوتا تو میں بڑی خوشی سے حفصہ سے شادی کر لیتا۔

حفصہ کے نکاح میں ایک تو یہ خاص مصلحت تھی کہ وہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں جو گویا حضرت ابوبکرؓ کے بعد تمام صحابہؓ میں افضل ترین سمجھے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرّبین خاص میں سے تھے۔ پس آپس کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے اور حضرت عمرؓ اور حفصہ کے اس صدمہ کی تلافی کرنے کے واسطے جو خُنَیس بن حُذَافہ کی بے وقت موت سے ان کو پہنچا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ حفصہ سے خود شادی فرما لیں اور دوسری عام مصلحت یہ مدنظر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی زیادہ بیویاں ہوں گی اتنا ہی عورتوں میں جو بنی نوع انسان کا نصف حصہ بلکہ بعض جہات سے نصف بہتر حصہ ہیں دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا کام زیادہ وسیع پیمانے پر اور زیادہ آسانی اور زیادہ خوبی کے ساتھ ہو سکے گا۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 477-478)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ مزید فرماتے ہیں کہ ''حضرت حفصہؓ کی عمر شادی کے وقت قریباً اکیس سال تھی اور بوجہ اس کے کہ حضرت عائشہؓ کے بعد وہ صحابہؓ میں سے ایک افضل ترین شخص کی صاحبزادی تھیں۔

ازواجِ مطہرات میں ان کا ایک خاص درجہ سمجھا جاتا ہے اور حضرت عائشہؓ کے ساتھ بھی ان کا بہت جوڑ تھا اور سوائے کبھی کبھار کی کش مکش کے جو ایسے رشتہ میں ہو جایا کرتی ہے وہ دونوں آپس میں بہت محبت کے ساتھ رہتی تھیں۔ حضرت حفصہؓ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ چنانچہ حدیث میں ایک روایت آتی ہے کہ انہوں نے ایک صحابی عورت شفاء بنت عبداللہؓ سے لکھنا سیکھا تھا۔ ان کی وفات 45ھ میں ہوئی جبکہ ان کی عمر کم و بیش تریسٹھ سال کی تھی۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 480)

پھر اسی دوران میں حضرت امام حسنؓ کی پیدائش کا واقعہ بھی ہوا۔ حضرت امام حسن بن علی بن ابو طالب نصف رمضان تین ہجری کو پیدا ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ولادت شعبان 3 ہجری میں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں غزوۂ احد کے ایک سال بعد ہوئی اور بعض کہتے ہیں دو سال بعد ہوئی۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ پہلی رائے زیادہ درست ہے اور محکم ہے۔ حضرت علیؓ نے ان کا نام حَرب رکھا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدل کر حَسن کر دیا۔ ولادت کے ساتویں دن آپؐ نے ان کا عقیقہ کیا اور ان کے بال منڈوائے اور حکم دیا کہ ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کی جائے۔ اُمّ فضل نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا ایک عضو آپؐ کا میرے گھر میں ہے یا کہا میرے کمرے میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ فاطمہ سے ایک بچہ پیدا ہوگا تم اس کی دیکھ بھال کرو گی اور تم اس کو قُثم کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔ ام فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کی زوجہ تھیں اور قُثمان کے بیٹے کا نام تھا۔ چنانچہ حضرت امام حسنؓ پیدا ہوئے اور ام فضل نے ان کو قُثم کے ساتھ دودھ پلایا۔

حضرت حسن بن علیؓ سے عرض کیا گیا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں یاد ہیں تو بیان کیجیے۔ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات یاد ہے۔ میں نے ایک مرتبہ صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں رکھ لی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میرے منہ سے نکال دیا اس حال میں کہ اس میں میرا لعاب مل چکا تھا اور اس کو صدقے کی کھجوروں میں ملا دیا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہؐ! ایک کھجور کی کیا بات ہے؟

آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے لیے یعنی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسنؓ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کو اپنے شانے پر سوار کیے ہوئے تھے۔ کسی نے کہا کہ اے صاحبزادے! تم کیسی اچھی سواری پر سوار ہو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سوار بھی تو اچھا ہے۔ ان کو اپنے نواسے سے بڑا پیار تھا۔

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حسن بن علی کو اپنے شانے پر سوار کیے ہوئے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اے اللہ! میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ۔ بعض روایات میں اس بات کا بھی ذکر آتا ہے کہ حضرت امام حسنؓ کی وفات زہر سے ہوئی تھی۔

(الاصابہ، جلد اول، صفحہ 492، الحسن بن علی، دار الفکر بیروت 2001ء)(اسد الغابہ، جلد 2، صفحہ 13 تا 16، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہرحال حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت امام حسنؓ کی ولادت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ''دو ہجری کے واقعات میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا ذکر گزر چکا ہے۔ ان کے ہاں رمضان تین ہجری میں یعنی نکاح کے قریباً دس ماہ بعد ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رکھا۔ یہ وہی حسن ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ
بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے، اس وقت کہہ سکیں گے
کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

جو بعد میں مسلمانوں میں امام حسن علیہ الرحمۃ کے نام سے ملقب ہوئے۔ حسنؓ اپنی شکل وصورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ملتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح اپنی اولاد حضرت فاطمہؓ سے بہت محبت تھی اسی طرح حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے بھی آپؐ کو خاص محبت تھی۔ کئی دفعہ فرماتے تھے کہ خدایا! مجھے ان بچوں سے محبت ہے تُو بھی ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کر۔

کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ آپؐ نماز میں ہوتے تو حسنؓ آپؐ سے لپٹ جاتے۔ رکوع میں ہوتے تو آپؐ کی ٹانگوں میں سے راستہ بنا کر نکل جاتے۔ بعض اوقات جب صحابہؓ انہیں روکتے تو آپؐ صحابہ کو منع فرما دیتے کہ روکو نہیں۔ دراصل چونکہ ان کا لپٹنا آپؐ کی توجہ کو منتشر نہیں کرتا تھا اس لیے آپؐ ان کی معصوم محبت کے طفلانہ مظاہرہ میں مزاحم نہیں ہونا چاہتے تھے۔ امام حسنؓ کے متعلق ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ میرا یہ بچہ سید یعنی سردار ہے اور ایک وقت آئے گا کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ چنانچہ اپنے وقت پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔''

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 480-481)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''حضرت حسنؓ نے میری دانست میں بہت اچھا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہو گئے۔ پہلے ہی ہزاروں خون ہو چکے تھے۔ انہوں نے پسند نہ کیا کہ اَور خون ہوں۔ اس لئے معاویہ سے گذارہ لے لیا۔ چونکہ حضرت حسنؓ کے اس فعل سے'' یعنی معاہدہ کر لینے سے ''شیعہ پر زَد ہوتی ہے اس لئے امام حسنؓ پر پورے راضی نہیں ہوئے۔ ہم تو دونو کے ثناخواں ہیں۔'' یعنی حسن کے بھی اور حسین کے بھی۔ ''اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جدا جدا قویٰ معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت امام حسنؓ نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے امن پسندی کو مدنظر رکھا اور حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونوں کی نیت نیک تھی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ''

(ملفوظات، جلد 8، صفحہ 278-279، ایڈیشن 1984ء) یہ تھا ان بچوں کا قصہ۔

جیسا کہ میں کئی خطبوں سے فلسطینیوں کیلئے دعا کا ذکر کر رہا ہوں۔ آج بھی اسی بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔ دعائیں جاری رکھیں۔ اب تو ظلم کی انتہا ہوتی جا رہی ہے۔ حماس سے جنگ کے نام پر معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں، بیماروں کو مارا جا رہا ہے۔ ہر قسم کے جنگی اصول وضوابط کو اس نام نہاد مہذب دنیا نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کو بھی سمجھ دے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہتّر، تہتّر سال پہلے یہ تنبیہ کی تھی کہ مسلمانوں کو ایک ہونا چاہئے۔ اگر ایک نہ ہوئے تو وہ فیصلہ کریں کہ ایک ایک کر کے مرنا ہے۔ ایک ایک کر کے اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے یا ایک ہی وجود ہو کر اپنا ایک وجود برقرار رکھنا ہے اور باقی رہنا ہے۔

کاش کہ اب بھی یہ لوگ اس بات کو سمجھ جائیں اور ایک ہو جائیں!

حالت تو یہ ہے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ عمرہ پر جانے والوں کو کہا جا رہا ہے کہ وہاں جا کر فلسطین یا اسرائیل کی جنگ کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔ وہاں کی حکومت ویزا دیتے ہوئے یہ ہدایت کرتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو حکومت کی طرف سے، مسلمان حکومت کی طرف سے انتہائی بزدلی کا اظہار ہے۔ بہرحال عمرہ کی عبادت کا حق ادا کرنا چاہئے۔ اس دوران تو بہرحال کسی قسم کی ایسی باتیں نہیں ہوں گی لیکن مظلوم فلسطینیوں کیلئے دعا تو ضرور کرنی چاہئے اور جو جانے والے ہیں وہ کاش کہ ان دعاؤں کو بھی یاد رکھیں۔

مسلمان حکومتیں بھی آواز اٹھاتی ہیں آجکل تو بڑی کمزور آواز ہے۔ بعض آوازیں اٹھی ہیں۔ اس سے زیادہ زوردار آواز تو بعض غیر مسلم لوگوں اور سیاستدانوں اور حکومتوں نے اٹھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں بھی جرأت اور حکمت پیدا فرمائے۔

یو این کے سیکرٹری جنرل بھی اچھا بولتے ہیں آجکل تو وہ زیادہ اچھا بول رہے ہیں لیکن ان کی آواز کی لگتا ہے کوئی اہمیت نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ اس جنگ کے خاتمے کے بعد یا اگر یہ مزید پھیل گئی اور عالمی جنگ کی صورت اختیار کر لی تو یو این کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے۔

لگتا ہے کہ اب دنیا اپنی تباہی کو قریب تر لے کے آ رہی ہے اور اس تباہی کے بعد جو لوگ بچیں گے انہیں اللہ تعالیٰ عقل دے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کریں اور اس کی طرف لَوٹ کر آئیں۔ بہرحال ہمیں اس حوالے سے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا پر رحم فرمائے۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یہی آئینہ خالق نما ہے ✡ یہی اک جوہر سیف دعا ہے

ہراک نیکی کی جڑھ یہ اتّقا ہے ✡ اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

شرائط برائے اسامی درجہ دوم

(1) امیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 10+2 45% فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے (3) امیدوار اردو/ انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جز میں کامیاب ہونا لازمی ہے

جز اوّل ☆ قرآن کریم ناظرہ مکمل، پہلا پارہ با ترجمہ ☆ چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل با ترجمہ **(30 نمبرات) جز دوم** ☆ کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ☆ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ ☆ نظم از درّثمین (شان اسلام) **(20 نمبرات) جز سوم** ☆ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (10+2) **(20 نمبرات) جز چہارم** ☆ حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات) **(20 نمبرات) جز پنجم** ☆ معلومات عامّہ (G.K) **(10 نمبرات)**

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ وانٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کاروائی نہیں ہوگی (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے

(نوٹ: تحریری امتحان وانٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید قادیان کے ادارہ جات میں بطور مالی/ باورچی/ نانبائی/ کیئر ٹیکر/ چوکیدار/ خدمت کے خواہشمند متوجہ ہوں

شرائط برائے اسامی گریڈ درجہ چہارم

(1) امیدوار کی عمر 40 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے تاہم پڑھے لکھے اُمیدوار کو ترجیح دی جائے گی (3) برتھ سرٹفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہونگے (6) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہونگے (7) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (8) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔ **(نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)**

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان (پن کوڈ-143516)

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ

(سورۃ الانفال: 23)

ترجمہ: یقیناً خدا کے نزدیک تمام جانداروں میں بدترین وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل نہیں کرتے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

جنگ اُحد، شوال 3 ہجری مطابق مارچ 624ء

(بقیہ حصہ)

دوسرے دن یعنی 15/شوال 3/ہجری مطابق 31 مارچ 624ء بروز ہفتہ سحری کے وقت لشکر اسلامی آگے بڑھا اور راستے میں نماز ادا کرتے ہوئے صبح ہوتے ہی اُحد کے دامن میں پہنچ گیا۔ اس موقع پر بد باطن عبداللہ بن ابیّ بن سلول رئیس المنافقین نے غداری کی اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر سے ہٹ کر یہ کہتا ہوا مدینہ کی طرف واپس لوٹ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات نہیں مانی اور ناتجربہ کار نوجوانوں کے کہنے میں آکر باہر نکل آئے ہیں، اس لئے میں ان کے ساتھ ہو کر نہیں لڑسکتا۔ بعض لوگوں نے بطور خود اسے سمجھایا بھی کہ یہ غداری ٹھیک نہیں ہے، مگر اس نے ایک نہ سنی اور یہی کہتا گیا کہ یہ کوئی لڑائی ہوتی تو میں بھی شامل ہوتا مگر یہ کوئی لڑائی نہیں ہے بلکہ خود ہلاکت کے منہ میں جانا ہے۔ اب اسلامی لشکر کی تعداد صرف سات سو نفوس پر مشتمل تھی جو کفار کے تین ہزار سپاہیوں کے مقابلہ میں ایک چہارم سے بھی کم تھی اور سواری اور سامان حرب کے لحاظ سے بھی اسلامی لشکر قریش کے مقابلہ میں بالکل کمزور اور حقیر تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی فوج میں صرف ایک سو زرہ پوش اور فقط دو گھوڑے تھے۔ اسکے بالمقابل کفار کے لشکر میں سات سو زرہ پوش اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اس کمزوری کی حالت میں جسے مسلمان خوب محسوس کرتے تھے عبداللہ بن ابیّ کے تین سو آدمی کی غداری نے بعض کمزور دل مسلمانوں میں ایک بے چینی اور اضطراب کی حالت پیدا کردی تھی اور ان میں سے بعض متزلزل ہونے لگ گئے۔ چنانچہ جیسا کہ قرآن شریف میں بھی اشارہ کیا گیا ہے اسی گھبراہٹ اور اضطراب کی حالت میں مسلمانوں کے دو قبائل بنوحارثہ اور بنوسلمہ نے مدینہ کی طرف واپس لوٹ جانے کا ارادہ بھی کرلیا، مگر چونکہ دل میں نور ایمان موجود تھا پھر سنبھل گئے اور ظاہری اسباب کے لحاظ سے موت کو سامنے دیکھتے ہوئے بھی اپنے آقا کے پہلو کو نہ چھوڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور اُحد کے دامن میں ڈیرہ ڈال دیا۔ ایسے طریق پر کہ اُحد کی پہاڑی مسلمانوں کے پیچھے کی طرف آگئی اور مدینہ گویا سامنے رہا اور اس طرح آپؐ نے لشکر کا عقب محفوظ کرلیا۔ عقب کی پہاڑی میں ایک درہ تھا جہاں سے حملہ ہوسکتا تھا۔ اس کی حفاظت کا آپؐ نے یہ انتظام فرمایا کہ عبداللہ بن جبیر کی سرداری میں پچاس تیرانداز صحابی وہاں متعین فرمادیئے اور ان کو تاکید فرمائی کہ خواہ کچھ ہوجاوے وہ اس جگہ کو نہ چھوڑیں اور دشمن پر تیر برساتے جائیں۔ آپؐ کو اس درہ کی حفاظت کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے عبداللہ بن جبیر سے بہ تکرار فرمایا کہ دیکھو یہ درہ کسی صورت میں خالی نہ رہے۔ حتّٰی کہ اگر تم دیکھو کہ ہمیں فتح ہوگئی ہے اور دشمن پسپا ہوکر بھاگ نکلا ہے، تو پھر بھی تم اس جگہ کو نہ چھوڑنا اور اگر تم دیکھو کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے اور دشمن ہم پر غالب آگیا ہے تو پھر بھی تم اس جگہ سے نہ ہٹنا۔ حتّٰی کہ ایک روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ ”اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں تو پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا حتّٰی کہ تمہیں یہاں سے ہٹ آنے کا حکم جاوے۔ اس طرح اپنے عقب کو پوری طرح مضبوط کرکے آپؐ نے لشکر اسلامی کی صف بندی کی اور مختلف دستوں کے جدا جدا امیر مقرر فرمائے۔ اس موقع پر آپؐ کو یہ اطلاع دی گئی کہ لشکر قریش کا جھنڈا طلحہ کے ہاتھ میں ہے۔ طلحہ اس خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو قریش کے مورث اعلیٰ قصی بن کلاب کے قائم کردہ انتظام کے ماتحت جنگوں میں قریش کی علمبرداری کا حق رکھتا تھا۔ یہ معلوم کرکے آپؐ نے فرمایا۔ ”ہم قومی وفاداری دکھانے کے زیادہ حق دار ہیں چنانچہ آپ نے حضرت علی سے مہاجرین کا جھنڈا لے کر مصعب بن عمیر کے سپرد فرمادیا جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے جس سے طلحہ تعلق رکھتا تھا۔

دوسری طرف قریش کے لشکر میں بھی صف آرائی ہوچکی تھی۔ ابوسفیان امیر العسکر تھا۔ میمنہ پر خالد بن ولید کمانڈر تھا۔ اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل تھا۔ تیرانداز عبد اللہ بن ربیعہ کی کمان میں تھے۔ عورتیں لشکر کے پیچھے دفیں بجابجا کر اور اشعار گا گا کر مردوں کو جوش دلاتی تھیں۔

سب سے پہلے لشکر قریش سے ابوعامر اور اسکے ساتھی آگے بڑھے۔ اس شخص کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ یہ قبیلہ اوس میں سے تھا اور مدینہ کا رہنے والا تھا اور راہب کے نام سے مشہور تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اسکے کچھ عرصہ بعد یہ شخص بغض وحسد سے بھر گیا اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مکہ چلا گیا اور قریش مکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف اکساتا رہا۔ چنانچہ اب جنگ احد میں وہ قریش کا حمایتی بن کر مسلمانوں کے خلاف شریک جنگ ہوا۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ ابوعامر کا بیٹا حنظلہ ایک نہایت مخلص مسلمان تھا اور اس جنگ کے موقع پر اسلامی لشکر میں شامل تھا اور نہایت جانبازی کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہوا۔ ابوعامر چونکہ قبیلہ اوس کے ذی اثر لوگوں میں سے تھا۔ اس لئے اسے یہ پختہ امید تھی کہ اب جو میں اتنے عرصہ کی جدائی کے بعد مدینہ والوں کے سامنے ہوں گا تو وہ میری محبت میں فوراً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر میرے ساتھ آملیں گے۔ اسی امید میں ابوعامر اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر سب سے پہلے آگے بڑھا اور بلند آواز سے پکار کر کہنے لگا۔ ”اے قبیلہ اوس کے لوگو! میں ابوعامر ہوں۔“ انصار نے یک زبان ہوکر کہا۔ ”دور ہوجاے فاسق! تیری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو۔“ اور ساتھ ہی پتھروں کی ایک ایسی باڑ ماری کہ ابوعامر اور اسکے ساتھی بدحواس ہوکر پیچھے کی طرف بھاگ گئے۔ اس نظارہ کو دیکھ کر قریش کا علمبردار طلحہ بڑے جوش کی حالت میں آگے بڑھا اور بڑے متکبرانہ لہجہ میں مبارز طلبی کی۔ حضرت علی آگے بڑھے اور دو چار ہاتھ میں طلحہ کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اسکے بعد طلحہ کا بھائی عثمان آگے آیا اور ادھر سے اس کے مقابل پر حضرت حمزہ نکلے اور جاتے ہی اسے مار گرایا۔ کفار نے یہ نظارہ دیکھا تو غضب میں آکر عام دھاوا کردیا۔ مسلمان بھی تکبیر کے نعرے لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور دونوں فوجیں آپس میں گتھم گتھا ہوگئیں غالباً اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ ”کون ہے جو اسے لے کر اسکا حق ادا کرے۔“ بہت سے صحابہ نے اس فخر کی خواہش میں اپنے ہاتھ پھیلائے۔ جن میں حضرت عمر اور زبیرؓ بلکہ بعض روایات کی رو سے حضرت ابوبکر و حضرت علی بھی شامل تھے۔ مگر آپؐ نے اپنا ہاتھ روکے رکھا اور یہی فرماتے گئے۔ ”کوئی ہے جو اسکا حق ادا کرے؟“ آخر ابودجانہ انصاری نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور عرض کیا۔ ”یارسول اللہ! مجھے عنایت فرمایئے۔“ آپؐ نے یہ تلوار انہیں دے دی اور ابودجانہ اسے ہاتھ میں لے کر تَبَخْتُر کی چال سے اکڑتے ہوئے کفار کی طرف آگے بڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا خدا کو یہ چال بہت ناپسند ہے، مگر ایسے موقع پر ناپسند نہیں۔ زبیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لینے کے سب سے زیادہ خواہش مند تھے اور قرب رشتہ کی وجہ سے اپنا حق بھی زیادہ سمجھتے تھے دل ہی دل میں پیچ وتاب کھانے لگے کہ کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ تلوار نہیں دی اور ابودجانہ کو دے دی اور اپنی اس پریشانی کو دور کرنے کیلئے انہوں نے دل میں عہد کیا کہ میں اس میدان میں ابودجانہ کے ساتھ ساتھ رہوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ اس تلوار کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ابودجانہ نے اپنے سر پر ایک سرخ کپڑا باندھا اور اس تلوار کو لے کر حمد کے گیت گنگناتا ہوا مشرکین کی صفوں میں گھس گیا اور میں نے دیکھا کہ جدھر جاتا تھا گویا موت بکھیرتا جاتا تھا اور میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا جو اس کے سامنے آیا ہو اور پھر وہ بچا ہو۔ حتّٰی کہ وہ لشکر قریش میں سے اپنا راستہ کاٹتا ہوا لشکر کے دوسرے کنارے نکل گیا جہاں قریش کی عورتیں کھڑی تھیں۔ ہند زوجہ ابوسفیان جو بڑے زور شور سے اپنے مردوں کو جوش دلا رہی تھی اس کے سامنے آئی اور ابودجانہ نے اپنی تلوار اسکے اوپر اٹھائی جس پر ہند نے بڑے زور سے چیخ ماری اور اپنے مردوں کو امداد کیلئے بلایا مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہ آیا، لیکن میں نے دیکھا کہ ابودجانہ نے خود بخود ہی اپنی تلوار نیچی کرلی اور وہاں سے ہٹ آیا۔ زبیر روایت کرتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے ابودجانہ سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ پہلے تم نے تلوار اٹھائی اور پھر نیچی کرلی۔ اس نے کہا میرا دل اس بات پر تیار نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک عورت پر چلاؤں اور عورت بھی وہ جس کے ساتھ اس وقت کوئی مرد محافظ نہیں۔ زبیر کہتے ہیں میں نے اس وقت سمجھا کہ واقعی جو حق رسول اللہ کی تلوار کا ابودجانہ نے ادا کیا ہے وہ شاید میں نہ کرسکتا اور میرے دل کی خلش دور ہوگئی۔

الغرض قریش کے علمبردار کے مارے جانے کے بعد دونوں فوجیں آپس میں گتھم گتھا ہوگئیں اور سخت گھمسان کا رن پڑا اور ایک عرصہ تک دونوں طرف سے قتل وخون کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر آہستہ آہستہ اسلامی لشکر کے سامنے قریش کی فوج کے پاؤں اکھڑنے شروع ہوئے۔ چنانچہ مشہور انگریز مؤرخ سر ولیم میور لکھتے ہیں:

”مسلمانوں کے خطرناک حملوں کے سامنے مکی لشکر کے پاؤں اکھڑنے لگ گئے۔ قریش کے رسالے نے کئی دفعہ یہ کوشش کی کہ اسلامی فوج کے بائیں طرف عقب سے ہوکر حملہ کریں۔ مگر ہر دفعہ ان کو ان پچاس تیراندازوں کے تیر کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہاں خاص طور پر متعین کئے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے اُحد کے میدان میں بھی وہی شجاعت ومردانگی اور موت وخطر سے وہی بے پروائی دکھائی گئی جو بدر کے موقع پر انہوں نے دکھائی تھی۔ مکہ کے لشکر کی صفیں پھٹ پھٹ جاتی تھیں۔ جب اپنی خود کے ساتھ سرخ رومال باندھے ابودجانہ ان پر حملہ کرتا تھا اور اس تلوار کے ساتھ جو اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی تھی چاروں طرف گویا موت بکھیرتا جاتا تھا۔ حمزہ اپنے سر پر شترمرغ کے پروں کی کلغی لہراتا ہوا ہر جگہ نمایاں نظر آتا تھا۔ علی اپنے لمبے اور سفید پھریرے کے ساتھ اور زبیر اپنی شوخ رنگ کی چمکتی ہوئی زرد پگڑی کے ساتھ بہادران اِلِیَڈ کی طرح جہاں بھی جاتے تھے دشمن کے واسطے موت وپریشانی کا پیغام اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ یہ وہ نظارے ہیں جہاں بعد کی اسلامی فتوحات کے ہیرو تربیت پذیر ہوئے۔“

غرض لڑائی ہوئی اور بہت سخت ہوئی اور کافی وقت تک غلبہ کا پہلو مشکوک رہا۔ لیکن آخر خدا کے فضل سے قریش کے پاؤں اکھڑنے لگے اور ان کے لشکر میں بدنظمی اور ابتری کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ قریش کے علمبردار ایک ایک کرکے مارے گئے اور ان میں سے قریباً نو شخصوں نے باری باری اپنے قومی جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ مگر سارے کے سارے باری باری مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ آخر طلحہ کے ایک حبشی غلام صواب نامی نے دلیری کے ساتھ بڑھ کر علم اپنے ہاتھ میں لے لیا، مگر اس پر بھی ایک مسلمان نے آگے بڑھ کر وار کیا اور ایک ہی ضرب میں اسکے دونوں ہاتھ کاٹ کر قریش کا جھنڈا خاک پر گرادیا، لیکن صواب کی بہادری اور جوش کا بھی یہ عالم تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی زمین پر گرا اور جھنڈے کو اپنی چھاتی کے ساتھ لگا کر اسے پھر بلند کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس مسلمان نے جو جھنڈے کے سرنگوں ہونے کی قدروقیمت کو جانتا تھا اوپر سے تلوار چلا کر صواب کو وہیں ڈھیر کردیا۔ اس کے بعد پھر قریش میں سے کسی شخص کو یہ جرأت اور ہمت نہیں ہوئی کہ اپنے علم کو اٹھائے۔ ادھر مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پاکر تکبیر کا نعرہ لگاتے ہوئے پھر زور سے حملہ کیا اور دشمن کی رہی سہی صفوں کو چیرتے اور منتشر کرتے ہوئے لشکر کے دوسرے پار قریش کی عورتوں تک پہنچ گئے اور مکہ کے لشکر میں سخت بھاگڑ پڑگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے میدان قریباً صاف ہوگیا۔ حتّٰی کہ مسلمانوں کیلئے ایسی قابل اطمینان صورت حال پیدا ہوگئی کہ وہ مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہوگئے۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 487 مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1238) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں صاحبزادہ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب امیر حبیب اللہ والیٔ کابل کے حکم سے شہید کئے گئے، ان کے ذکر پر حضورؑ نے فرمایا کہ ’’اگر سلطنت کابل نے اپنی اصلاح نہ کی تو اس سلطنت کی خیر نہیں ہے۔‘‘

(1239) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں فضل محمد صاحب دوکاندار محلہ دارالفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں دوبارہ بیعت کر کے واپس گھر گیا تو اسکے کچھ عرصہ کے بعد میری بیوی نے ایک خواب سنایا کہ آج میں خواب میں حج کو جارہی ہوں اور بہت لوگ بھی حج کو جارہے ہیں اور وہ جگہ ہمارے گاؤں سے مشرق کی جانب ہے جس طرف حج کو جارہے ہیں۔ جب میں حج کی جگہ پر پہنچی ہوں تو میں اکیلی ہوں اور سیڑھیوں پر چڑھ کر ایک مکان کی چھت پر جابیٹھی۔ دیکھتی ہوں کہ ایک بچہ چھوٹی عمر کا وہاں بیٹھا ہے اور اسکے ارد گرد بہت مٹھائیاں پڑی ہیں۔ مجھے اسکو دیکھ کر اپنا بچہ جو کچھ عرصہ ہوئے فوت ہوگیا تھا یاد آیا۔ تو اس بچہ نے میری طرف مخاطب ہوکر کہا کہ فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور بچہ دے گا جو اچھا ہوگا، نیک ہوگا اور بہت باتیں کیں جو مجھے یاد نہیں رہیں۔ خیر اس نے یعنی میری بیوی نے کہا کہ میرے خیال میں وہ قادیان شریف ہی ہے۔ پس مجھے بھی قادیان شریف لے چلو۔ چنانچہ میں نے اس کو قادیان شریف میں لاکر بیعت میں داخل کردیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ ۔ بیعت کرنے کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات کہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ مجھے قادیان شریف جانے سے نہ روکیں اور میں کوئی چیز نہیں چاہتی۔ صرف میری یہی خواہش ہے۔ چنانچہ اس میری بیوی کو اس قدر محبت قادیان شریف سے ہوئی کہ اس کو وہاں اپنے گاؤں میں رہنا نہایت ناپسند ہوا اور اس وقت تک اپنی آمدورفت نہ چھوڑی جب تک قادیان شریف میں اپنا مکان نہ بنوالیا اور مکان بناکر قریباً دو سال آباد ہوکر اس دار فانی کو چھوڑ کر مقبرہ بہشتی میں داخل ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(1240) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ملک غلام محمد صاحب لاہور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں سید محمد علی شاہ صاحب سے اس معیار کے پیش نظر کہ انبیاء علیہ السلام کی پہلی زندگی ہر قسم کے عیبوں سے پاک اور معصومانہ ہوتی ہے، عام طور پر حضورؑ کی نسبت دریافت کرتا تھا۔ ان کی زبانی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ سید محمد علی شاہ صاحب کہا کرتے تھے کہ مرزا صاحب بچپن سے پاک صاف اور نیک ہیں۔ ان کی زندگی کی نسبت کوئی کسی قسم کا شبہ نہیں کرسکتا اور ان کے والد صاحب ان کو اکثر ’’مسیتڑ‘‘ کہا کرتے تھے۔ اگر کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد صاحب کہاں ہیں؟ تو وہ کہا کرتے تھے کہ مسجد میں جاکر دیکھ، اگر وہاں نہ ملے تو ناامید نہ ہوجانا۔ ملے گا بہرحال مسجد میں۔

(1241) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا رَبِّ كُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ (آمین) بذریعہ الہام تعلیم فرمائی تو حضور علیہ السلام نے ایک روز ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے اور ہر ایک قسم کی مصیبت سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ بجائے واحد کے بصورت جمع بھی اسکا استعمال جائز ہے۔ یہ ان دنوں میں حضرت صاحب پر جناب الٰہی سے نازل ہوئی تھی جن ایام میں مقدمات ہونے والے تھے یا شروع ہوگئے تھے۔

(1242) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دارالفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میری بیوی نے مجھ سے اپنی خواب بیان کی جو یہ ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام ایک میدان میں یا ایک مکان میں ٹہل رہے ہیں اور ان کے سر پر سبز دستار ہے اور ہاتھ میں کتاب ہے۔ حضور علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ ’’برکت بی بی! فلاں جگہ ایک تھان ریشمی سبز رنگ کا پڑا ہے۔ اٹھا لاؤ۔ اور وہ کتاب جو حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے وہ مولوی نور الدین صاحبؓ کو دے دی اور مولوی صاحب کے سر پر سفید پگڑی ہے اور چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ مولوی صاحب نے وہ کتاب حضرت میاں محمود احمد صاحبؓ کو دے دی اور میاں صاحب کے سر پر سبز ریشمی پگڑی ہے۔ وہ کچھ لمبی خواب تھی جو انہوں نے بتلائی۔ یہ خواب انہوں نے حضرت ام المومنین صاحبہ کو اسی وقت سنائی تھی۔ جب حضرت خلیفہ صاحب اوّلؓ کا انتقال ہوا تھا۔ تو اس وقت حضرت ام المومنین نے فرمایا تھا کہ اگر کسی کو کوئی خواب آئی ہو تو بتاوے۔ چنانچہ حضرت ام المومنین کو وہ خواب یاد کرائی گئی تو حضور نے فرمایا کہ وہ خواب تو مجھے یاد ہے۔

(1243) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضورؑ سیدنا مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ’’دعا نماز میں بہت کرنی چاہئے‘‘ نیز فرمایا کہ اپنی زبان میں دعا کرنی چاہئے لیکن جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہے اسکو انہیں الفاظ میں پڑھنا چاہئے مثلاً رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ وغیرہ پڑھ کر اور اسکے بعد بیشک اپنی زبان میں دعا کی جائے۔‘‘ نیز فرمایا کہ ’’رکوع وسجدہ کی حالت میں قرآنی دعا نہ کی جائے کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے اور اعلیٰ شان رکھتا ہے اور رکوع اور سجدہ تذلل کی حالت ہے۔ اس لئے کلام الٰہی کا احترام کرنا چاہئے۔‘‘

(1244) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دارالفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ہمارے گاؤں کا قاضی فوت ہوگیا اور اسکے دو چھوٹے بچے اور لڑکی اور اسکی بیوی پیچھے رہ گئی۔ میں اس کیلئے قضا کا کام کرتا رہا اور جو آمدنی گاؤں سے ملانوں کو ہوتی ہے اسکو دیتا رہا۔ چنانچہ میں نے اور میری بیوی نے اس کی لڑکی کو قرآن شریف اور کچھ دینی کتابیں بھی پڑھائیں۔ جب لڑکے بڑے ہوئے تو ایک دفعہ عید کے دن جب ہم عید کے واسطے مسجد میں گئے اور میں نماز پڑھانے کے واسطے کھڑا ہوا تو اس لڑکے نے کہا کہ میں آج عید کی نماز پڑھاؤں گا۔ میں نے اس کو کہا کہ ہماری نماز تمہارے پیچھے نہیں ہوتی۔ تُو ہمیشہ پیچھے پڑھتا رہا ہے۔ آج تو کیوں پڑھائے گا؟ اسکے ساتھیوں نے اسکو کہا کہ تمہاری قضاء لے لے گا۔ اس پر اس ملانے کے بچے نے زور دیا کہ آج میں ہی نماز پڑھاؤں گا۔ اس بات پر ہماری جماعت کے ایک لڑکے نے جس کا نام شیر محمد تھا اس کو ایک مکا مارا۔ میں نے اس کو منع کیا اور سب کو ساتھ لے کر اپنی جگہ حویلی میں نماز ادا کی اور جب میں جمعہ پڑھنے کیلئے اپنی عادت کے مطابق قادیان شریف آیا تو دیکھا کہ میاں عبد الرحیم حجام مسجد میں کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس جگہ کیوں کھڑے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ حضور علیہ السلام کو مہندی لگانی ہے اور اندر اجازت کیلئے کہلا بھیجا ہے۔ میں نے یہی موقعہ پایا اور وہاں کھڑا ہوگیا۔ جب اجازت ہوئی تو میں بھی اندر چلا گیا۔ حضور علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ مصافحہ کیا اور پاس بیٹھ گیا۔ میں نے وہ سارا قصہ عید والا سنایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’صبر کرو۔ یہ سب مسجدیں تمہاری ہی ہوجاویں گی۔‘‘ اسکے علاوہ اور بہت باتیں ہوتی رہیں جو یاد نہیں رہیں۔ چنانچہ اب وہ مسجد اللہ کے فضل وکرم سے احمدیوں کے پاس ہے۔

(1245) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ملک غلام محمد صاحب لاہور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ سید محمد علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں لاہور میں محکمہ جنگلات میں ملازم تھا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ومرزا غلام احمد صاحب اور ان کے بڑے بھائی میرے پاس آکر ٹھہرے۔ اُن دنوں میں انکا ایک مقدمہ چیف کورٹ پنجاب میں درپیش ہونا تھا۔ وہ مقدمہ حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب کی طرف سے اپنی کھوئی ہوئی جائیداد لینے کی اپیل تھی۔ اس میں بہت سا روپیہ خرچ ہوچکا تھا۔ مقدمے کی پیروی کے بعد حضورؑ کے والد صاحب اور بڑے بھائی واپس تشریف لے گئے اور مرزا غلام احمد صاحب کو عدالت سے حکم سننے کیلئے چھوڑ گئے۔ میرے ایک دوست ملک بسو صاحب رئیس لاہور تھے۔ (جو خاکسار ملک غلام محمد کے والد صاحب تھے) ان کی گاڑی آجایا کرتی تھی اور حضرت صاحب کو چیف کورٹ میں لے جاتی تھی اور پھر چار بجے ان کو واپس لے آتی تھی۔ ایک روز ایک یا دو بجے کے قریب حضرت صاحبؑ پیدل تشریف لارہے تھے۔ میں نے دور سے دیکھا تو ان کا چہرہ نہایت بشاش تھا اور بڑے خوش خوش آرہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ جلدی آگئے ہیں اور گاڑی کا انتظار نہیں کیا۔ بڑی خوشی سے فرمانے لگے ’’آج حکم سنایا گیا ہے اس واسطے جلدی آگیا ہوں۔ گاڑی کا انتظار نہیں کیا۔‘‘ میں نے کہا بہت خوش ہیں مقدمہ جیت لیا ہوگا اور میں نے ان کے چہرہ سے دیکھ کر بھی یہی محسوس کیا کہ مقدمہ جیت لیا ہوگا لیکن حضرت صاحب علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’وہی بات پوری ہوئی جو میرے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پہلے فرمائی ہوئی تھی یعنی ’’**مقدمہ ہارا گیا**‘‘ اور میرے مولیٰ کی بات پوری ہوئی۔ یہ سنتے ہی میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور میں نے دل میں کہا کہ باپ کا تو بیڑا غرق ہوگیا ہے اور یہ خوش ہورہے ہیں۔

(1246) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب غالباً اسکا نام محمد سعید تھا، قادیان میں دیر تک رہا تھا۔ ایک روز حضور علیہ السلام بعد نماز مسجد مبارک میں حاضرین مسجد میں بیٹھے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک فرمارہے تھے کہ اس عرب کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غریب تھے۔‘‘ پس عرب کا یہ کہنا ہی تھا کہ حضور علیہ السلام کو اس قدر رنج ہوا کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور محمد سعید عرب پر وہ جھاڑ ڈالی کہ وہ متحیر اور مبہوت ہوکر خاموش ہوگیا اور اسکے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا۔ فرمایا کہ ’’کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب تھا جس نے ایک رومی شاہی ایلچی کو اُحد پہاڑ پر سارا کا سارا مال مویشی عطا کردیا تھا وغیرہ۔ اس کو مال دنیا سے لگاؤ اور محبت نہ تھی۔‘‘

(1247) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دارالفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام سیر کے واسطے باہر تشریف لے گئے اور میں بھی ساتھ تھا۔ جب واپس تشریف لائے اور اندر گھر میں داخل ہونے لگے تو میں نے جھٹ آگے ہوکر عرض کی کہ ’’پہلے بزرگ، اگر کسی کو کچھ تکلیف ہوتی تھی تو اس پر وہ بزرگ اپنے منہ کی لب لگادیا کرتے تھے اور اسکو شفا ہوجاتی تھی۔ حضور علیہ السلام میری آنکھوں پر ہمیشہ پھنسیاں نکلتی رہتی ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام مسکرا پڑے اور کچھ پڑھ کر میری آنکھوں پر دَم کردیا۔ آج تک قریباً پینتیس برس ہوگئے ہیں میری آنکھوں میں کبھی پھنسی نہیں ہوئی بلکہ میری آنکھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی دکھنے میں نہیں آئیں۔ الحمدللہ

(1248) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ملک غلام محمد صاحب لاہور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک بابا میراں بخش ہوتا تھا جو سید محمد علی شاہ صاحب کا نائی تھا اور بوڑھا آدمی تھا۔ اس سے بھی میں حضرت صاحبؑ کی نسبت دریافت کیا کرتا تھا۔ اس نے ہمیشہ یہی ظاہر کیا کہ آپ بچپن سے نیک اور شریف تھے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ حضورؑ بچپن میں اپنے ہم جھولیوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ ریوڑیاں آپ کو مرغوب تھیں جو آپ اپنے ہم جھولیوں میں بانٹ کر کھایا کرتے تھے۔

(1249) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دارالفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ دعا کے متعلق کچھ سوال ہوا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’دعا ہی مومن کا ہتھیار ہے۔ دعا کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ دعا سے تھکنا نہیں چاہئے۔ لوگوں کی عادت ہے کہ کچھ دن دعا کرتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ دعا کی مثال حضور علیہ السلام نے کوئیں کی دی کہ انسان کنواں کھودتا ہے جب پانی قریب پہنچتا ہے تو تھک کر ناامید ہوکر چھوڑ دیتا ہے۔ اگر وہ ایک دو بالشت اور کھودتا تو نیچے سے پانی نکل آتا اور اسکا مقصود حاصل ہوجاتا اور کامیاب ہوجاتا۔ اسی طرح دعا کا کام ہے کہ انسان کچھ دن دعا کرتا ہے اور پھر چھوڑ دیتا ہے اور ناکام رہتا ہے۔

(1250) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جس دکان میں فخر الدین ملتانی بیٹھتا تھا اور اسکے جانب شرق میں مولوی کرم الٰہی بزاز کھاروی بیٹھتا ہے اور درمیان میں دروازہ آمدورفت چھوڑ کر جانب شرق متصل میں وہ دکان جس میں عبد الرحیم فالودہ والا بیٹھتا ہے یہ کل جگہ ویران اور منہدم پڑی تھی۔ مرزا نظام الدین وغیرہ ہر موقعہ پر اپنا تسلط جمانا چاہتے تھے۔ یہاں بھی یہی خیال ان کو تھا۔ ایک روز حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’اس جگہ پر ایک دن میں مکان تیار کیا جائے۔‘‘ چنانچہ مرزا خدا بخش صاحب نے مجھے کہا کہ اپنے گاؤں سیکھواں سے کچھ آدمی فوراً لاؤ۔ چنانچہ دس بارہ آدمی سیکھواں سے قادیان پہنچ گئے اور مکان تیار ہونا شروع ہوگیا۔ چونکہ حضرت صاحب شامل تھے اس لئے تمام لوگ جماعت کے (اس وقت ابھی جماعت برائے نام ہی تھی) کام میں مشغول تھے۔ حتیٰ کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کو بھی میں نے دیکھا کہ اینٹیں اٹھا اٹھا کر معماروں کو دیتے تھے۔ ایک ہی دن میں مکان تیار ہوگیا۔ مرزا نظام الدین صاحب وغیرہ اس نظارہ کو دیکھتے تھے لیکن طاقت نہ تھی کہ کسی کو آکر روک سکیں۔ شام کے بعد مسجد مبارک میں حضرت صاحب کے حضور مرزا خدا بخش صاحب نے واقعات پیش کئے اور کامیابی کا اظہار کیا گیا۔ اور سیکھواں سے آدمی پہنچنے کا ذکر کیا گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

خدمت خلق کا کام صرف ہماری معاشرتی ذمہ داری نہیں بلکہ ہماری دینی ذمہ داری بھی ہے، اسلام کا حکم ہے کہ تم خدمت خلق کے کام کرو

شکر یہ ادا کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے، اسلام کا ہمیں یہ حکم ہے کہ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا

بانی اسلام ﷺ نے بتایا ہے کہ ملک کی محبت ایمان کا حصہ ہے، محبت تو یہ تقاضا کرتی ہے کہ جس سے محبت کی جائے اس کیلئے پھر قربانی بھی کی جائے

مسجد کا مقصد یہ ہے کہ جہاں تم ایک خدا کی عبادت کرتے ہو، وہاں اس کی مخلوق کے حق بھی ادا کرنے کی کوشش کرو، اگر مخلوق کے حق ادا نہیں ہو رہے تو پھر عبادتیں بے فائدہ ہیں

جب مسجد بنتی ہے تو اس کے ساتھ ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ ہم نے دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی بھی حفاظت کرنی ہے، پس یہ سوچ ایک حقیقی مسلمان کی ہونی چاہئے

آجکل صلح کی بہت زیادہ ضرورت ہے، امن کی بہت زیادہ ضرورت ہے، جنگوں سے بچنے کی ضرورت ہے آج کل دنیا میں جو جنگیں چل رہی ہیں وہ بڑے خوفناک نتائج پیدا کر سکتی ہیں، حکومت کے نمائندگان بھی یہاں بیٹھے ہیں ان کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ اس طرف توجہ کریں کہ امن اور سلامتی کی فضا دنیا میں قائم کریں تا کہ دنیا عالمگیر جنگ سے بچ سکے

مسجد نور (Frankenthal) کی افتتاحی تقریب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

۞ حضور کو دیکھتے ہی مَیں نے ایک نور دیکھا جو حضور کے وجود سے ظاہر ہو رہا تھا (ایک غیر جماعت بزنس مین Kenan Yilmaz صاحب)

۞ مَیں سمجھتی ہوں خلیفۃ المسیح ہمارے پوپ سے بھی بہتر انسان ہیں

باقی مسلمانوں میں ایسے خلیفہ ہوتے تو ان کے اندر بھی ایک اچھا نظام قائم ہو جاتا (ایک سوشل ورکر Ms.Ruth Rosinus صاحب)

۞ جاتے ہوئے مَیں نے حضرت صاحب کے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ کے چہرے سے نور ہی نور نظر آ رہا تھا

اور آپ کو دیکھنے کے بعد میرے اندر خوشی اور مسرت پیدا ہوگئی جس سے ساری تکالیف اور دکھ دُور ہو گئے (ایک مہمان Istimir صاحب)

۞ خلیفہ اپنی شخصیت کے اعتبار سے بہت عظیم اور زبردست ہیں ایک رعب ہے جو آپ میں نظر آتا ہے (ایک مہمان Lukas Kalnik صاحب)

۞ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ خلیفۃ المسیح اس چھوٹے سے شہر میں تشریف لائے، پوپ شاید ایسے چھوٹے شہر میں کبھی نہ آتے،

سب نے بڑے انہماک سے آپ کا خطاب سنا، ایک بہت ہی عمدہ شخصیت ہیں اور ایک عجیب پُر کشش شخصیت ہیں (ایک مہمان خاتون)

۞ آپ پر ذمہ داری کا بہت بڑا بوجھ ہے آپ ایک بہت ہی معزز شخصیت اور بہت باوقار ہیں، آپ کو دیکھ کر سکون ملتا ہے اور جب بھی آپ کسی ہال میں داخل ہوتے ہیں تو سارا ہال پُر سکون ہو جاتا ہے، جب آپ سے ملتے ہیں تو ہم اپنے اندر سکون محسوس کرتے ہیں، ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے (ایک مہمان Dr. Mehmet Yelsin صاحب)

مسجد نور کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے والے غیر از جماعت مہمانان کرام کے ایمان افروز تاثرات

رپورٹ : مکرم عبد الماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

(مورخہ 8 ستمبر 2023ء بروز جمعۃ المبارک)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 50 منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

مسجد بیت السبوح، فرینکفرٹ میں نماز جمعہ

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا، نماز جمعہ کی ادائیگی کا انتظام بیت السبوح میں ہی کیا گیا تھا۔ محدود جگہ کے پیش نظر انتظامیہ کی طرف سے فرینکفرٹ اور ارد گرد کی قریبی جماعتوں کو بیت السبوح آنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ دوپہر 2 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ (سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ ہفت روزہ اخبار بدر اردو کے 28 ستمبر 2023ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے)

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق 6 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 40 فیملیز کے 149 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی درج ذیل 18 جماعتوں سے آئی تھیں:

Nürnberg	Köln
Esslingen	Hanau
Rüsselsheim	Usingen
Jesteburg	Berlin
Recklinghausen	Hamburg
Marburg	Dortmund
Schönau	Koblenz
Eppelheim	Mainz
Raunheim	Wabern
Ludwigshafen	-

بعض احباب اور فیملیز بڑے لمبے سفر طے کر کے آئی تھیں۔ Jesteburg سے آنے والے 462 کلومیٹر، ہمبرگ سے آنے والے 500 کلومیٹر اور Berlin سے آنے والے احباب اور فیملیز 550 کلومیٹر کا طویل سفر طے کر کے پہنچی تھیں۔

علاوہ ازیں آج ملاقات کرنے والوں میں درج ذیل مختلف ممالک سے آنے والے احباب اور فیملیز بھی شامل تھیں۔ غانا، بینن، Sao Tome، مالی، آسٹریلیا، قزاقستان، تاجکستان، ابوظبی، پاکستان، ایران، ملائیشیا، سیرالیون، گیمبیا اور تنزانیہ۔

آج ملاقات کرنے والوں میں سے ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کرنے والے سبھی احباب اور فیملیز نے جہاں اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا وہاں ہر ایک ان بابرکت اور مبارک لمحات سے بے انتہا برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی صحتیابی کیلئے دعائیں حاصل کیں۔ مختلف پریشانیوں، تکلیفوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دُور ہونے کیلئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پا کر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ طلبا اور طالبات نے اپنی تعلیم اور امتحانات میں کامیابی کے حصول کیلئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے محبوب آقا کی دعاؤں سے حصّہ پایا۔ راحت وسکون اور اطمینان قلب حاصل ہوا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 8 بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں 9 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

(مورخہ 9/ستمبر 2023ء بروز ہفتہ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 50 منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرکزی دفاتر، اسی طرح مختلف ممالک کی جماعتوں سے موصول ہونے والے خطوط، رپورٹس اور دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور کی مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق 11 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 38 فیملیز کے 143/افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی مختلف 13 جماعتوں سے آئی تھیں اور ان میں سے بعض بڑے لمبے سفر طے کر کے اپنے آقا سے ملاقات کے کیلئے پہنچی تھیں۔

Köln سے آنے والی 190 کلومیٹر، Stuttgart سے آنے والی 220 کلومیٹر جب کہ Friedberg سے آنے والی 280 کلومیٹر اور میونخ سے آنے والی قریباً 400 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے پہنچی تھیں۔

جرمنی کی ان جماعتوں کے علاوہ پاکستان، بینن، مالی اور برکینا فاسو سے آئے ہوئے احباب اور فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ان سبھی فیلیز اور احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر 1 بجکر 30 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد نور Frankenthal کا افتتاح

آج جماعت Frankenthal میں نئی تعمیر ہونے والی ''مسجد نور'' کے افتتاح کا پروگرام تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ 4 بجکر 15 منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی اور بعد ازاں Frankenthal کیلئے روانگی ہوئی۔ بیت السبوح فرنکفرٹ سے اس شہر کا فاصلہ 95 کلومیٹر ہے۔ قریباً 50 منٹ کے سفر کے بعد 5 بجکر 5 منٹ پر جب شہر کی حدود میں داخل ہوئے تو علاقہ کی مقامی پولیس نے قافلہ کو escort کیا۔

آج کا یہ انتہائی مبارک دن احباب جماعت Frankenthal کیلئے بہت خوشیوں اور سعادتوں سے معمور دن تھا۔ ان کے شہر میں دوسری بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم پڑے تھے اور یوں ان کے شہر کی سرزمین دوسری بار حضور انور کے مبارک وجود سے فیضیاب ہوئی۔ قبل ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 30/اگست 2016ء کو یہاں تشریف لا کر اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے انتہائی والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ احباب نعرے بلند کر رہے تھے۔ بچے اور بچیاں گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کر رہی تھیں۔ ہر کوئی اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔

اس موقع پر صدر جماعت Frankenthal فراز احمد کامران صاحب، ریجنل امیر طارق سہیل صاحب، ریجنل مربی مصور شمس صاحب اور مقامی مربی سلمان اختر صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

اسکے بعد حضور انور مسجد کے مردانہ حصّہ میں تشریف لے آئے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ جسکے ساتھ ہی اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے احباب میں رونق افروز رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی تجنید کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ صدر صاحب جماعت نے بتایا کہ ہماری تجنید 337/کے قریب ہو چکی ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ نئے لوگ کون کون سے آئے ہیں؟ اس پر ایک دوست نے بتایا کہ وہ سات ماہ قبل شاہ پور سے آئے ہیں۔ ایک نوجوان نے عرض کیا کہ وہ کنری (سندھ) کے پاس محمود آباد سے آئے ہیں۔ یہاں ابھی کیس پاس نہیں ہوا۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ وہ جمال پور سندھ سے آئے ہیں۔

ایک نوجوان نے بتایا کہ وہ ربوہ سے آیا ہے۔ ساری فیملی آئی ہے اس موقع پر اسکے والد صاحب کھڑے ہوئے اور اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ میں مرزا نصیر احمد کا کا ہوں اور یہ نوجوان میرا بیٹا ہے۔ اس پر حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا ''کا کا اتنا بوڑھا ہو گیا ہے!''

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضور انور نے بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

اسکے بعد حضور انور نے ملٹی پرپز ہال کا معائنہ فرمایا۔ ایک طرف بچے ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ان تمام بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعد ازاں حضور انور نے مسجد کے بیرونی صحن میں اخروٹ کا پودا لگایا۔ علاقہ کے میئر اور اس کے چیف سیکرٹری دونوں نے مل کر بھی ایک پودا لگایا۔

اسکے بعد لوکل مجلس عاملہ کے ممبران اور مسجد کی تعمیر میں وقار عمل کرنے والے احباب نے بھی حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔

مقامی جماعت نے ایک کیک تیار کیا ہوا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت کیک کے مختلف حصے کیے۔

مسجد نور کی افتتاحی تقریب

''مسجد نور'' کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب کا اہتمام مسجد سے چند کلومیٹر پر واقع ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ یہ ہال مختلف فنکشنز اور تقریبات کیلئے استعمال ہوتا ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد سے 6 بجکر 12 منٹ پر روانہ ہو کر 6 بجکر 22 منٹ پر اس ہال میں تشریف لے آئے۔

حضور انور کی آمد سے قبل اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمان اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ آج کی اس تقریب میں 125 مہمان شامل تھے۔ جن میں ممبر پارلیمنٹ، میئر، مقامی اور صوبائی سیاستدان مختلف حکومتی محکموں سے تعلق رکھنے والے افراد اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو حافظ ثاقب محمود صاحب نے کی اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ سفیر الحق رانا صاحب نے پیش کیا۔ اسکے بعد مکرم داؤد مجوکہ صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ و پریس سیکرٹری نے نیشنل امیر صاحب کی نمائندگی میں تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

موصوف نے بتایا کہ اس شہر کی آبادی 48 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور تاریخ میں اس شہر کا پہلی بار ذکر 772ء میں ملتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں یہ شہر 90 فیصد تباہ ہو گیا تھا۔ بعد میں دوبارہ آباد ہوا۔

جماعت احمدیہ کا آغاز اس شہر میں اس طرح ہوا کہ سال 1984ء میں یہاں پاکستان سے تین احمدی آ کر آباد ہوئے، جنہیں پاکستان میں مظالم کی وجہ سے ہجرت کرنا پڑی۔ شروع میں احمدی چھوٹے کمروں میں اپنے پروگراموں کیلئے اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ پھر سال 2000ء میں ایک نماز سینٹر کرائے پر لیا گیا۔

مسجد کی تعمیر کیلئے جماعت کو کافی مراحل سے گزرنا پڑا۔ بالآخر سال 2015ء میں تعمیر کی اجازت ملی، 30/اگست 2016ء کو حضور انور نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ فروری 2022ء میں اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اکثر اوقات مسجد کی تعمیر کی وجہ سے ہمسایوں کی طرف سے مخالفت ہوتی ہے۔ لیکن Frankenthal میں ایسی مخالفت کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ ایک ہمسائے نے بتایا کہ جب اُسے مسجد کی تعمیر کے بارہ میں معلوم ہوا تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنا گھر فروخت کر دے گا لیکن جب جماعت کے احباب سے واسطہ پڑا تو کافی مثبت اثر ہوا اور اُس نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا۔

مسجد کے اس قطعہ زمین کا رقبہ 2113 مربع میٹر ہے۔ یہ پلاٹ نومبر 2014ء میں خریدا گیا تھا۔ مردوں اور عورتوں کیلئے نماز کے ہالز کے علاوہ ایک ملٹی پرپز ہال بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کا مجموعی رقبہ 207 مربع میٹر ہے۔ مینارہ کی اونچائی 12 میٹر اور گنبد کا قطر 6 میٹر ہے۔ اس مسجد سے ملحقہ ایک مربی ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد Alt صاحب جو کہ State Secretary ہیں نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج مسجد کے افتتاح کی تقریب پر مدعو کیا۔ ایک مشہور مصنف نے کہا ہے کہ ''ہر چیز کے آغاز میں ایک جادُو ہوا کرتا ہے۔'' یہ جادو تو آپ کی نئی مسجد میں پچھلے سال سے ہی اثر کر رہا ہے اور ابھی تک محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے اس مسجد کی تعمیر کے ذریعہ نہ صرف ایک پُرامن رہن سہن کی اہم بنیاد رکھی ہے بلکہ آپ لوگوں نے ایک اَور قدم آگے بڑھایا اور آج Frankenthal میں پہلی لکڑی کی بنی ہوئی مسجد موجود ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ترقی ہے اور یہ بات اس طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ آپ بطور مذہبی جماعت آئندہ نسلوں کے بارہ میں بھی سوچ و بچار کرتے ہیں۔

اس کے بعد موصوف نے کہا کہ اِدھر کی صوبائی حکومت کیلئے یہ بات یقینی ہے کہ آپ بطور مسلمان ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ اسکا یہ بھی مطلب ہے کہ ہم اسلامی فرقوں کے مسائل کو بھی اسی اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں جیسے باقی مذہبی فرقوں کے مسائل ہیں۔ آج ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ہم اس مسجد کے افتتاح کو اچھی طرح منائیں۔ اس کیلئے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور جماعت Frakenthal کو اچھے مستقبل کی دعا دیتا ہوں۔

بعد ازاں Prof. Grau صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا جو جرمن پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ موصوف نے کہا: میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو اور دیگر مہمانوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اِس افتتاحی تقریب میں دعوت دی اور مجھے یہ موقع دیا کہ میں آپ کے خلیفہ کے سامنے کچھ اظہارِ خیال کر سکوں۔ میں خوش ہوں کہ آپ Frankenthal میں ایک مسجد تعمیر کر کے اب اسکا افتتاح کر رہے ہیں اور میں آغاز میں آپ کی طرف سے معلومات مہیا کرنے کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس میں آپ نے خاص طور پر رواداری اور تعلیم کی اہمیت کے بارہ میں بتایا۔

اس کے بعد موصوف نے کہا: اسلام ہماری جرمن ثقافت کا حصہ ہے۔ اسی طرح دوسرے مذاہب بھی جو اپنے دین پر امن کے ساتھ چلتے ہیں۔ آپ کا دعوت نامہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ ''حقیقی مساجد بنائی جاتی ہیں تا کہ مختلف مذاہب اور فرقوں کے لوگوں میں امن قائم ہو۔'' یہ الفاظ آپ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد کے ہیں جو کہ ہر قسم کے مذہبی مواقع پر لاگو ہونے چاہئیں۔ دوسری طرف دہشت گردوں کے وہ حملے ہیں جو آپ کی مساجد پر ہو رہے ہیں۔ دورانِ سال جنوری تا جولائی کے عرصہ میں گیارہ مساجد پر حملے ہو چکے ہیں۔

آپ کی مسجد کا بہت خوبصورت اور روحانی نام ہے یعنی نور اور یہ مسجد لکڑی سے بنی ہے۔ اس طرح ہر لحاظ سے ترقی کی حامل ہے۔ آپ کے مطابق آپ کی یہ مسجد ملاقات اور آپس میں گفتگو کا مقام ہے اور اس طرح جمہوریت کو جگہ دیتی ہے۔ یہ باتیں قابلِ حمایت ہیں اور ہمارے جمہوری معاشرے کے عین مطابق ہیں۔ آپ کی جماعت کا نہ تو سیاست سے اور نہ کسی خاص نسل اور قوم سے تعلق ہے بلکہ یہ عالمی جماعت ہے۔ مجھے خوشی ہوئی یہ سن کر کہ آپ کو کھلے دل سے اس شہر نے جگہ دی اور اُس ہمسائے کا بھی واقعہ میرے دل میں رچ گیا ہے کہ جس نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ وہ کہیں اور منتقل ہو جائے لیکن پھر آپ کے بارہ میں جان کر اس نے اُدھر ہی رہنے کا فیصلہ کیا۔

آخر پر موصوف نے کہا: میری تمنا ہے کہ آپ کی جماعت آگے بھی فعال ہو کر سماجی اور معاشرتی زندگی میں حصہ لیتی رہے گی اور یہ کہ آپ کی یہ نئی مسجد آپ کی جماعت کو مزید مضبوطی اور تقویت بخشے گی اور آپ اپنے مثبت اہداف کو حاصل کرتے ہوئے ہمارے ملک اور ہمارے علاقے کے معاشرے میں امن پھیلانے والے ہوں گے۔

اس کے بعد Frankenthal شہر کے میئر Martin Hebich صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ میئر صاحب نے کہا: حقیقی مساجد بنائی جاتی ہیں تا کہ مختلف مذاہب اور فرقوں کے لوگوں میں امن کو فروغ دیا جائے۔ یہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ ہیں۔ ہم خوش ہیں کہ آپ نے اس مقصد کیلئے Frankenthal کا انتخاب کیا ہے۔ مجھے سنگِ بنیاد کی تقریب جو 2016ء میں ہوئی اچھی طرح یاد ہے۔ اس وقت سے جماعت Frankenthal نے بڑی محنت سے اس مسجد کی تعمیر کا کام سرانجام دیا۔

اس مسجد کا نام نور رکھا ہے۔ ایک نور جو 40 سال پہلے ہی یہاں پر بطور شمع روشن ہونا شروع ہوا تھا اور اب بھی اس کی شعاعیں پھیل رہی ہیں۔ 1984ء میں جماعت Frankenthal کے دس افراد تھے۔ تب سے یہ جماعت بڑھتی چلی جا رہی ہے اور آج اسکے افراد کی تعداد تقریباً 340 ہو چکی ہے۔ یہ مسجد وہ مقام ہے جہاں پر

آپ اپنی عبادات بجالاتے ہیں۔

پھر موصوف نے کہا: امن کے ساتھ رہنا بقا کیلئے نہایت ضروری ہے۔ جس طرح ہمیں آج دنیا کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ ان گنت لوگوں کو آج جنگ وجدل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ بات قابلِ شرم ہے کہ آج سن 2023ء میں بھی بعض انسان ایسے ہیں جن کو اپنے مذہب کی وجہ سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کو بھی متعدد بار پاکستان اور دوسرے ممالک میں اس مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس سیاق وسباق میں مَیں ضروری سمجھتا ہوں کہ اویغور کا بھی ذکر کروں جنہیں چین میں مخالفت کا سامنا ہے۔ اسی طرح دنیا بھر میں عیسائیوں کو بھی مخالفت اور ظلم وستم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ہمیں ان یہودیوں کو بھی نہیں بھولنا چاہئے جنہیں ظلم وستم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں جماعت احمدیہ کے ساتھ یک جہت ہوکر اس مخالفت اور ظلم کے خلاف اقدامات اُٹھاتے رہیں۔ یہاں بھی ہم جماعت Frankenthal کے ساتھ سالوں سے امن میں اکٹھے رہ رہے ہیں اور جماعت کا نعرہ بھی یہی ہے کہ محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں۔ آپ اپنے نمونہ کے ساتھ دکھا رہے ہیں کہ کس طرح آپس میں پرامن رہن سہن ممکن ہے۔

اسکے بعد میئر صاحب نے کہا کہ جو کوئی بھی عمارت بناتا ہے، وہ مستقل طور پر رہنا بھی چاہتا ہے۔ یہ قول میں نے سیاست دان Ignatz Bubis کا اِس مسجد کے سنگِ بنیاد پر کوٹ کیا تھا اور میں مشکور ہوں کہ آپ کی جماعت اب 40 سال سے ہمارے شہر کا حصہ ہے۔ گو ہمارا معاشرہ مختلف ثقافتوں، مذاہب اور زبانوں پر مشتمل ہے۔ لیکن پھر بھی ہم بطور مذہبی لوگ ایک ہی مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ امن قائم کرنا۔ یہ ایسی تعلیمات ہیں جو ہمیں اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں مشترکہ طور پر ملتی ہیں۔ بے شک ہم آج ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں اور آپس کے تعلقات قائم ہیں۔ لیکن پھر بھی خاص طور پر آج کل کے حالات کے پیشِ نظر یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ پس ہم سب کی یہ معاشرتی ذمہ داری ہے کہ ہم مل کر نفرت کے خلاف اقدامات اُٹھائیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا پُرامن رہن سہن مختلف اقوام یا تحفظات کی وجہ سے خراب ہو۔

آخر پر میئر صاحب نے کہا کہ محض بڑے اعمال ہی نہیں بلکہ چھوٹے کاموں کا بھی، جو دل سے کیے جائیں بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور یہ تقریب بھی بڑی محبت سے منعقد کی گئی ہے۔ ہم بہت خوش ہیں کہ مسجد نور کا آج افتتاح ہو رہا ہے۔ میں سب کا مشکور ہوں جنہوں نے ہمارا آنا ممکن کیا۔ شکریہ۔

بعد ازاں شرجیل خالد صاحب مربی سلسلہ (شعبہ امورِ خارجیہ، جرمنی) نے صوبہ رائن لینڈ ویسٹ فالیا (Rheinland Westphalia) کی وزیرِ اعلیٰ 'مالو درائیر' (Malu Dreyer) کی طرف سے موصولہ درج ذیل پیغام پڑھ کر سنایا۔

فرانکن تھال میں جماعت احمدیہ کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر میں آپ کو اور تمام جماعت احمدیہ کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ دیگر مصروفیات کی بنا پر میں خود افتتاح کے پروگرام میں شامل نہیں ہوسکتی۔ میری دعا ہے کہ مسجد نور سب لوگوں کیلئے جو یہاں آئیں ایک ایسا مددگار مقام بنے جہاں سے وہ کچھ لے کر جائیں اور یہ مقام مفید ملاقاتوں کا باعث بنے۔

اس مبارک باد کے اظہار کے ساتھ میں جماعت احمدیہ کی ان کوششوں کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتی ہوں جو آپ باہمی تعاون کے فروغ کیلئے کر رہے ہیں اور نفرت اور تشدّد کے خلاف کر رہے ہیں۔ شجر کاری ہو یا شہر میں ہونے والا روایتی دوڑ کا مقابلہ یا دیگر مواقع ہوں، آپ کی جماعت کے ارکان ان تمام پروگراموں میں فعال ہوتے ہیں۔ اسی طرح سیلاب کی تباہ کاریوں سے ہزاروں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، ان لوگوں اور تارکین وطن کی امداد کیلئے میں آپ کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

جماعت احمدیہ جرمنی میں سو سال سے قائم ہے۔ اس جوبلی کے موقع پر بھی میں آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ اپنی طرف سے بھی اور اپنی صوبائی حکومت کے ممبران کی طرف سے بھی۔ مسجد کے افتتاح کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد بھی اس اہم پروگرام میں بنفس نفیس شامل ہو رہے ہیں۔ یہ تمام فرانکن تھال اور صوبہ رائن لینڈ ویسٹ فیلیا کے شہریوں کیلئے عزّت افزائی کا باعث ہے۔

رائن لینڈ ویسٹ فیلیا کی حکومت کا یہ مطمحِ نظر ہے کہ تمام مسلمان مرد وخواتین معاشرے میں یکساں شراکت کو فروغ دیں۔ دس سال سے اسلام راؤنڈ ٹیبل ایک ایسا فورم ہے جہاں جماعت احمدیہ کے ممبران بھی اپنا نقطہ نظر پیش کر رہے ہیں۔ ہم کئی سالوں سے اس امر کیلئے کوشاں ہیں کہ مسلمان جماعتوں سے تعلق و رابطہ کو آئینی اقدار کی بنیاد پر اور مذہبی جماعتوں کے قانون کی رُو سے ایک قانونی بنیاد فراہم کی جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ وہ مسلمان جماعت ہے جن کے ساتھ ہم اس ضمن میں مذاکرات کر رہے ہیں۔ آپ مذہب کی بنیاد پر اچھے باہمی تعلقات کے قیام کیلئے کوشاں ہیں اور یہ ممکن بنا رہے ہیں کہ ہم عصرِ حاضر کے ہمہ گیر بحرانوں اور تغیّرات کا بہترین طریق سے مقابلہ کرنے کے قابل ہوجائیں۔

میں جماعت فرانکن تھال اور تمام احمدیہ مسلم جماعت جرمنی کیلئے روشن مستقبل اور تمام ممبرز کیلئے اچھی صحت، خوشی اور فلاح کی خواہشمند ہوں۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے سات بجے خطاب فرمایا۔

تشہد وتعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام معزز مہمانان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج یہاں جو مختلف اظہار رائے کرنے والے تشریف لائے، ان میں سب سے پہلے داؤد مجوکہ صاحب ہیں، یہ ہمارے نیشنل امیر صاحب کے نمائندہ کے طور پر آج یہاں آئے ہیں۔ ہمارے یہاں کے امیر عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب مقامی جرمن ہیں، ان کی آج طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اس لیے آج نہیں آسکے۔ بہر حال آج ان کی نمائندگی میں کچھ اظہار خیال کیا۔ فرینکن تھال کی تاریخ کے بارہ میں بھی بتایا۔ خدمت خلق کے کام کے بارہ میں بھی بات ہوئی۔ خدمت خلق کا کام جو ہے یہ صرف ہماری معاشرتی ذمہ داری نہیں بلکہ ہماری دینی ذمہ داری بھی ہے۔ اسلام کا حکم ہے کہ تم خدمت خلق کے کام کرو، محروموں، مسکینوں، مزدوروں، ضرورت مندوں کی خدمت کرو۔ شہر کے لوگوں کی خدمت کرو۔ اگر تم یہ کروگے تو پھر تمہاری عبادت کا معیار بھی ایسا ہوگا جو تمہارے رب کو پسند ہوگا اور خدا تمہاری ایسی عبادتوں کو قبول کرے گا۔ قرآن کریم میں یہ ذکر ہے کہ اگر تم لوگوں کے حق ادا کرنے والے نہیں، ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے نہیں، یتیموں کا خیال رکھنے والے نہیں، ہر قسم کی نیکی کی باتیں جس سے لوگوں کو فائدہ ہو سرانجام دینے والے نہیں تو پھر تمہاری عبادتیں بھی قبول نہیں ہوں گی تمہیں واپس کر دی جائیں گی۔ پس یہ ہماری تعلیم ہے۔ پس یہ تعلیم ہو اور دوسروں کو سمجھ آجائے تو پھر ہو نہیں سکتا کہ ایسے شخص یا جماعت کی کوئی مخالفت کرنے والا ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ داؤد صاحب نے ذکر کیا لگتا ہے کہ اس شہر کے لوگوں میں فطرتاً سعادت ہے کہ یہاں کے شہری بلا وجہ کی مخالفت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر کسی کے دل میں ایسا کوئی خیال آیا بھی تو بجائے اسکے وہ کہے کہ میں مخالفت کروں گا اور کورٹ میں مقدمہ لے کر جاؤں گا، جیسا کہ بعض جگہ پر ہمارے ساتھ ہوا کہ شہری مخالفت کی بنا پر مقدمات کورٹ میں لے کر گئے اور کورٹ میں پھر ہمارے حق میں فیصلے بھی ہوئے، اس ہمسایہ نے یہ کہا کہ میں نے سوچا تھا کہ میں یہاں سے گھر چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں۔ بہر حال یہ شہر کے لوگوں کی جو سوچ ہے میں اس کیلئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کونسل کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اس میں مدد کی اور میئر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ شکریہ ادا کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ پس اسلام کا ہمیں یہ حکم ہے کہ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہوسکتا۔ پس جب ہم شکریہ ادا کرتے ہیں تو یہ صرف رسمی شکریہ نہیں بلکہ اس لیے شکریہ ادا کرتے ہیں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ یہی ایک حقیقی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس طریق پر اپنا رویہ رکھے اور زندگی گزارے جس سے وہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھی راضی کرنے والا ہو۔ ہمسایوں کے حق کا اس حد تک ذکر ہے، کئی جگہ میں بیان کر چکا ہوں، آپ کو بھی میں بتا دوں۔ بانی اسلام حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم پر ہمسایوں کے اس قدر حقوق ہیں، جنہیں اگر تم ادا نہیں کرو گے تو گناہ گار ہوگے۔ صحابہؓ نے یہ اظہار کیا کہ آپ ﷺ نے ہمیں ہمسایوں کے حقوق کی اس قدر تلقین کی کہ ہمیں خیال آیا کہ ہمسائے ہمارے وراثت میں بھی حقدار نہ بن جائیں۔ قرآن کریم بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ تم اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو، پھر ہمسایوں کی بڑی وسیع تعریف کی کہ تمہارے گھروں کے ساتھ رہنے والے تمہارے ہمسائے ہیں، تمہارے ساتھ سفر کرنے والے تمہارے ہمسائے ہیں، تمہارے ساتھ کام کرنے والے تمہارے ہمسائے ہیں، تمہارے ماتحت بھی اسی کیٹیگری میں آتے ہیں، اس لیے ان سب سے ایسا سلوک کرو جو ان کا حق ہے۔ گھروں میں بھی صرف ساتھ والا گھر ہمسایہ نہیں بلکہ چالیس گھروں تک تمہارے ہمسائے ہیں۔ جب اتنی وسعت ہمسائے کو دے دی جائے تو پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ فتنہ فساد پیدا ہوسکے۔ پس ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ جہاں بھی وہ جائے اس گہرائی میں جا کر اپنے ہمسائے کا حق ادا کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: منسٹری آف ہیلتھ کے سٹیٹ سیکرٹری آئے۔ انہوں نے بھی بڑی اچھی باتیں کی، میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو باتیں انہوں نے بتائیں تو اصل اسلام تو یہ ہی ہے کہ ملک کیلئے ملک کے شہری کو پورا تعاون کرنا چاہئے اور ملک کی خاطر ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ ہمیں تو بانیٔ اسلام ﷺ نے یہ بتایا کہ ملک کی محبت تو ایمان کا حصہ ہے۔ پس ایمان کے لحاظ سے بھی یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے وطن سے محبت کریں۔ جب ملک سے محبت ہوگی تو پھر انسان اس کی خاطر ہر قربانی کیلئے بھی تیار ہوگا۔ اس لیے یہ ہو نہیں سکتا کہ جب مسلمان یہاں آئیں اور آباد ہوں اور وہ حقیقی مسلمان ہوں، یہاں آباد ہوں اور پھر اس ملک کا حصہ بن جائیں، اس ملک سے فائدہ اٹھانے والے ہوں، وہ صرف فائدہ اٹھاتے جائیں اور اس کی خاطر قربانی کرنے والے نہ ہوں۔ ایسا نہیں ہوسکتا، محبت تو یہ تقاضا کرتی ہے کہ جس سے محبت کی جائے اس کیلئے پھر قربانی بھی کی جائے اور یہ قربانی ہے جو ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ ہم اس ملک کے قانون کی پابندی بھی کریں۔ ہر لحاظ سے ملکی قانون کی پابندی کریں اور ملک میں امن، محبت اور آشتی کی فضا قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے ہمسایوں کے بھی حق ادا کریں اور اپنے قانون کے بھی حق ادا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح ممبر آف پارلیمنٹ نے امن کی بات کی۔ امن یقیناً اس زمانہ کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ ہم حکومت کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں اجازت دی اور اجازت یقیناً یہ بات سوچ کر دی گئی ہوگی کہ ہم امن پسند اور امن کو پھیلانے والے لوگ ہیں۔ مسجد میں آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ جہاں تم ایک خدا کی عبادت کرتے ہو، وہاں اس کی مخلوق کے حق بھی ادا کرنے کی کوشش کرو۔ جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا ہے کہ اگر مخلوق کے حق ادا نہیں ہو رہے تو پھر عبادتیں بے فائدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ مجھے تمہاری ایسی عبادتوں کی کوئی قدر نہیں، پس جب یہ سوچ ہوگی تو پھر ایسے شخص اور جماعت سے صلح، امن اور آشتی کا پیغام ہی ملے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسجد کا نام مسجد نور رکھا گیا ہے۔ ممبر آف پارلیمنٹ نے بھی اس کا ذکر کیا۔ قرآن کریم بھی یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ دوسرا حکم ہمیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات ہیں، وہ بھی ایک انسان کو جس کا مذہب سے تعلق ہے، اپنانی چاہئیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی صفت نور ہے تو پھر ہر سچے احمدی مسلمان کو اس نور کو آگے دنیا میں پھیلانا ہے اور وہ نور یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی عبادت کا حق ادا کیا جائے اور اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہوئے دنیا کو بتایا جائے کہ حقیقی اسلامی تعلیم کیا ہے اور مذہب کیا ہے۔ مذہب رنجشوں، چپقلشوں اور لڑائیوں کی تعلیم نہیں دیتا۔ مذہب تو امن، صلح، پیار، محبت اور آشتی کی تعلیم دیتا ہے۔ پس جب یہ سوچ ہو جائے تو پھر اس سوچ کے ساتھ سوائے امن کے اور کچھ نظر آ ہی نہیں سکتا۔ پس یہ ہے وہ سوچ اور اصول جس پر ہم چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ہے وہ تعلیم جس پر ہم عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لارڈ میئر صاحب نے بھی امن اور مسجد کے حوالہ سے بات کی۔ میں پہلے بھی یہ بات بتاتا رہتا ہوں اور آج پھر اس بات کا اعادہ کر دوں کہ مسجد میں آنے والا، حقیقی مسلمان جو اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہے، کیوں امن سے رہتا ہے۔ کیوں ہر مذہب کی عزت کرتا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ہم یہ ماننے والے ہیں کہ ہر مذہب سچا ہے۔ ہر مذہب کا بانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا۔ ہر مذہب پیار و محبت کی تعلیم پھیلانے کیلئے آیا۔ پھر اسلام میں جہاں مذہبی جنگوں کی اجازت دی گئی تو اس لیے اور قرآن کریم میں اس بارہ میں بہت واضح لکھا ہوا ہے کہ ایک لمبے عرصہ کی پرسیکیوشن کے بعد جب بانی اسلام حضرت محمد ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو کافروں اور بت پرستوں نے وہاں بھی ان کا پیچھا کیا۔ اس وقت قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا کہ ان کا جواب اس طرح ہی دو جوان کا طریقہ ہے، اگر یہ جنگ کرتے ہیں تو پھر تم بھی جنگ کرو اور یہ کیوں کرو پھر

اس کی وضاحت دی کہ اگر اب ان ہاتھوں کو نہ روکا تو پھر کوئی مذہب دنیا میں باقی نہیں رہے گا۔ نہ کوئی چرچ باقی رہے گا، نہ کوئی synagogue باقی رہے گا، نہ کوئی ٹمپل باقی رہے گا، نہ کوئی مسجد باقی رہے گی۔ پس جب مسجد بنتی ہے تو اسکے ساتھ ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ ہم نے دوسرے مذاہب کی عمارتوں کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ ان کی عبادت گاہوں کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ پس یہ سوچ ایک حقیقی مسلمان کی ہونی چاہئے۔ اگر یہ نہیں تو پھر اس میں اسلام کی حقیقی تعلیم کا اظہار نہیں ہے۔ لارڈ میئر صاحب نے دوبارہ مسجد نور کے حوالہ سے توجہ دلائی ہے۔ اس لحاظ سے میں اپنے احمدیوں کو بھی کہوں گا اور اس بات کا آپ کے سامنے بھی اظہار کر دوں کہ اس نام کی لاج رکھیں اور اس مسجد سے اس نور کو اس علاقہ میں پھیلانے کی کوشش کریں۔ اسلام کی امن اور صلح کی جو تعلیم ہے وہ دنیا کو بتائیں اور اس پر دنیا کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ آجکل اس زمانہ میں صلح کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ امن کی بہت زیادہ ضرورت ہے، جنگوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ ہم بڑی تیزی سے جنگ کی طرف جا رہے ہیں۔ اس لیے ہمیں بہت سوچنا چاہئے اور اس سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم معاشرہ میں ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے ظلم اور تشدّد سے پاک ہوں۔ قرآن کریم تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں انصاف سے دُور نہ کرے۔ انصاف قائم کرو یہی تقویٰ ہے۔ پس جب ہم اس تعلیم پر عمل کریں گے تو پھر اس سے امن کی تعلیم پھیلے گی۔ اس سے معاشرہ میں وہ نور پھیلے گا جو امن اور سلامتی دینے والا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں جہاں ہم مسجدیں بناتے ہیں وہاں بلا امتیاز ہر مذہب اور قوم کے لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ وہاں اسکول بھی کھولے، ہسپتال بھی کھولے، ماڈل ولیجز بھی بنائے تا کہ بنیادی سہولیات مہیا کریں۔ پینے کا پانی بھی میسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ہم خدمت کرتے ہیں تا کہ دنیا میں ایسا معاشرہ قائم ہو جہاں کے لوگوں کو سہولتیں میسّر آئیں۔ جب دنیا میں سہولتیں میسر آجائیں، ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو پھر سوچ بدل جاتی ہے۔ پھر لڑائی اور جھگڑے کی طرف سوچ نہیں جاتی بلکہ امن اور محبت اور پیار کی طرف سوچ جاتی ہے۔ اس لیے ہم یہ کام کرتے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں، ہم یہ سوچ رکھتے ہیں کہ حقیقی نور کا اظہار تب ہی ہوسکتا ہے، جب ہم اس روشنی کو لوگوں کے دلوں میں بغیر کسی لالچ کے پہنچانے والے ہوں۔ مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں۔ یہ بہت بڑا مقصد ہے جس کیلئے ہم کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ نہیں کہ اس کیلئے ہمیں کوئی لالچ ہے۔ ہم نے کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا ہے، نہیں۔ مقصد تو صرف یہ کہ بندہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگے اور جب وہ پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگے گا تو پھر وہ دنیاوی آسائشیں، دنیاوی چاہتیں، دنیاوی خواہشات ہیں، ان پر عمل کرنے یا ان کی خواہش کرنے کی زیادہ کوشش نہیں کرے گا بلکہ وہ یہ چاہے گا کہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان کر، اسکی باتوں پر عمل کر کے اور اسکو جان کر، اسکا پیار حاصل کرنے کی کوشش کروں تا کہ اس مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی میرا انجام اچھا ہو۔ جماعت احمدیہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی ہر جگہ کوشش کرتی ہے۔ میئر صاحب نے یہ دعا کی کہ یہ شہر جو ہے یہ امن کا شہر بن جائے، ہر شہری یہاں امن سے رہے۔

میری بھی یہ دعا ہے کہ نہ صرف یہ شہر امن سے رہنے والا ہو بلکہ یہ ملک بھی ایسی جگہ بن جائے جہاں ہر شہری امن سے رہنے والا ہو، بلکہ یہ دنیا بھی ایسی جگہ بن جائے جہاں امن ہو۔ آج کل دنیا میں جو جنگیں چل رہی ہیں، وہ بڑے خوفناک نتائج پیدا کرسکتی ہیں۔ اگر یہ پھیلتی گئیں، جس کا امکان بڑا واضح ہے تو پھر خوفناک نتائج پیدا ہونگے اور پھر جو ہتھیار ہمارے پاس ہیں جو جنگوں میں استعمال ہو سکتے ہیں جو ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو اپاہج کر دیں گے۔ معذور بچے پیدا ہوں گے۔ کروڑوں لوگ اس دنیا سے چلے جائیں گے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم آپس میں چھوٹے پیمانے پر بھی اور بڑے پیمانے پر بھی امن، پیار اور سلامتی سے رہنے کی کوشش کریں اور اپنی حکومتوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ حکومت کے نمائندگان بھی یہاں بیٹھے ہیں، ان کو بھی میں کہتا ہوں کہ اس طرف توجہ کریں کہ امن اور سلامتی کی فضا دنیا میں قائم کریں تا کہ دنیا عالمگیر جنگ سے بچ سکے تا کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کیلئے ایک ایسا ورثہ چھوڑ کر جائیں جو مفلوج لوگوں کی صورت میں نہ ہو، جو تباہ شدہ اکانومی کی شکل میں نہ ہو، جو شہروں کی ویرانگی کی صورت میں نہ ہو۔ بلکہ خوشی کا ماحول ہو اور وہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم اس مقصد کو بھی سمجھیں جو ہمارا پیدا ہونے کا مقصد ہے اور وہ یہی ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی دے اور میں احمدیوں سے بھی کہتا ہوں جو یہاں رہنے والے ہیں کہ پہلے سے بڑھ کر اس پیغام کو اس شہر میں پھیلائیں اور اس ملک میں بھی پھیلائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح میں وزیر اعلیٰ صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پیغام بھیجا اور نیک جذبات کا اظہار کیا۔ جس محبت سے انہوں نے ہمارے بارہ میں باتیں کی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزا دے۔ شکریہ۔ السلام علیکم

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب 7 بجکر 23 منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق 8 بجے یہاں سے واپس بیت السبوح کیلئے روانگی ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح میں تشریف آوری ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد نور کی افتتاحی تقریب میں شامل مہمانوں کے تاثرات

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے بہت سے مہمان اپنے جذبات اور تاثرات کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے۔ یہاں بعض مہمانوں کے تاثرات پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ایک مہمان کاتھرین بلیٹس کے (Kathrin Blitzke) صاحبہ جن کا تعلق Grüne پارٹی سے ہے وہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: حضور کا خطاب بہت اچھا تھا۔ حضور نے نہایت ضروری باتیں بیان کیں جو کہ دیگر مذہبی پیشواؤں سے کم سننے کو ملتی ہیں۔

☆ گیرٹس مان (Gerstmann) صاحب جو مسجد کے ہمسائے ہیں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: حضور کی شخصیت نہایت پیاری اور خاموش طبع دکھائی دیتی ہے نیز حضور کا پیغام بھی پُرامن اور بہت پیارا تھا۔

☆بنیامین شروڈر (Benjamin Schröder) صاحب جو پیشہ کے لحاظ سے ایک مؤرخ ہیں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ کے خلیفہ نے بہت اعلیٰ انداز میں خطاب فرمایا۔ موجودہ سیاسی حالات کو بھی پیش نظر رکھا۔ ایک مؤرخ ہمیشہ اس زعم میں رہتا ہے کہ اس نے بہت کچھ دیکھ لیا ہے، بہت سی باتوں سے آشنا ہے۔ لیکن آپ کے خلیفہ نے مجھے اس کا الٹ ثابت کر دیا ہے۔ میں نے آج بہت کچھ سیکھا ہے۔ آپ کی دعوت کا بہت شکریہ۔

☆ پیٹر (Peter) صاحب CDU پارٹی کے سیاست دان ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات نے مجھ پر ایک مثبت اثر چھوڑا ہے۔ یہاں آنے سے پہلے میں بہت سے تحفظات کا شکار تھا لیکن حضور کے خطاب کے انداز سے بہت متاثر ہوں۔ مجھے اچھا لگا کہ حضور نے ممکنہ تیسری جنگ عظیم کا ذکر فرمایا کیونکہ میرے نزدیک بھی یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ بات بھی اچھی اور ضروری لگی کہ حضور نے مذہبی معاملات کے ساتھ ساتھ دنیوی معاملات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

☆وِنفریڈ کونِگ (Winfried König) صاحب ریڈ کروس (DRK) سے آئے ہوئے تھے۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: مجھ پر اس بات نے گہرا اثر چھوڑا ہے کہ جماعت احمدیہ کم تعداد ہونے کے باوجود پورے جرمنی میں کس قدر کامیاب جماعت ہے۔ خواہ مساجد کی تعمیر ہو یا فلاحی کام ہوں، جماعت احمدیہ پیش پیش ہے۔

☆ Professor Doc. Michael Rauch صاحب Hof University میں ماسٹر پروگرام انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ہیں۔ کام کے سلسلہ میں بنگلہ دیش بھی جاتے رہتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں: حضور کا پیغام مجھے نہایت درست اور ضروری لگا۔ ہمسایوں کے حقوق کے حوالے سے بیان کردہ تعلیمات نیز اپنے وطن سے محبت کرنے کی تعلیمات کے متعلق جو خلیفہ نے بیان کیا، ان باتوں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ آپ لوگوں کا ایمان بنگالی مسلمانوں کی نسبت بہت پختہ ہے۔

☆ کینان یلماس (Kenan Yilmaz) صاحب ایک Businessman ہیں، وہ کہتے ہیں: حضور کو دیکھتے ہی میں نے ایک نور دیکھا جو حضور کے وجود سے ظاہر ہو رہا تھا۔

☆ پیٹرس صاحبہ (Peters) جو ایک سیاست دان کی اہلیہ ہیں کہتی ہیں: مجھے بہت اچھا لگا کہ حضور نے کس قدر پیارے انداز میں اور وضاحت سے بات کی۔ حضور کی شخصیت نے اور سارے احمدیوں نے مجھ پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔

☆ پیٹرا چشٹولسلے (Petra Stoelzle) صاحبہ جنکا تعلق Bernd-Jung-Stiftung سے ہے، اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں: حضور کا خطاب سننے کے بعد مجھے اس بات نے حیران کر دیا کہ اسلام اور قرآن وہی تعلیمات پیش کرتا ہے جو کہ بائبل بھی پیش کرتی ہے۔

☆ ایلن صاحبہ (Ellen) کا تعلق Grüne پارٹی سے ہے۔ وہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: اگر میں حضور کے پیغام کا مختصر خلاصہ نکالوں تو وہ ایک لفظ میں محبت ہوگا۔ حضور کے ساتھ ملاقات کر کے بہت خوشی ہوئی اور یہ میرے لیے ایک نہایت ہی خاص لمحہ تھا۔

☆ رالف زِیب (Ralf Zeeb) صاحب جن کا تعلق Protestant Church سے ہے وہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: خلیفۃ المسیح ایک پُرسکون اور بارعب انسان ہیں۔ امام جماعت احمدیہ نے اس بات پر زور دیا کہ جماعت کا یہ فرض ہے کہ Society کو کچھ دینا ہے اور یہ نقطہ ایمان کا حصہ ہے اور قرآن میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ یہ ایک ایسی نئی چیز تھی جسے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ اور احمدی جس ملک کے رہائشی ہوں اس ملک کا شکر گزار بننا یہ بھی صرف ایک عام بات نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کا ایک حصہ ہے۔

☆ڈاکٹر گابری ایلے سیٹ ہان (Dr Gabriele Ziethan) صاحبہ کا جماعت کے ساتھ دیرینہ تعلق ہے۔ موصوفہ نے جلسہ سالانہ پر بھی شمولیت اختیار کی اور تینوں دن جلسہ سالانہ پر ہی گزارے۔ ان کی خواہش تھی کہ آپ با جماعت تہجد کی نماز ادا کریں اس وجہ سے آپ ہوٹل میں بھی نہیں گئیں۔ وہ بھی اس تقریب میں شامل تھیں۔ کہتی ہیں: جلسہ سالانہ کے دوران جو امن اور سکون وہاں محسوس کیا، بعد میں اس کی بہت کمی محسوس ہوتی رہی لیکن اس تقریب میں شامل ہوکر دوبارہ وہی امن و سکون ملا ہے۔

حضور انور کی شخصیت سے بہت متاثر تھیں اور انہوں نے حضور انور کی خدمت میں ایک تحفہ بھی پیش کیا۔ حضور انور کے خطاب کے متعلق کہنے لگیں کہ خلیفۃ المسیح نے اپنے خطاب میں اسلام کے جو بھی اوصاف بیان فرمائے ہیں وہ یقیناً جماعت احمدیہ میں موجود ہیں۔

☆مسٹر اور مسز یےکل (Mr & Mrs Jekel) کا تعلق University of Mannheim سے ہے۔ ان کے خاوند پہلی بار کسی جماعتی تقریب میں شامل ہوئے۔ وہ بیان کرتے ہیں: یہ خلیفہ وقت کی خوبی ہے کہ انہوں نے دوسرے خطاب کرنے والوں کو اتنا وقت دیا۔ حضور انور کے الفاظ دل میں گھر کر گئے۔ اب یوکے جا کر حضور انور سے ملاقات بھی کریں گے۔

☆ ایک اور مہمان، بیرنڈ فلڈمت (Bernd Feldmeth) بیان کرتے ہیں: مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ایک ایسی اسلامی تنظیم سے ملنے کی توفیق ملی جو کہ ہر لحاظ سے امن پسند اور تشدد کے خلاف ہے۔ ہمسایوں کے حقوق کے متعلق خلیفۃ المسیح نے جو تعلیم بیان فرمائی وہ مجھے بہت پسند آئی۔ احمدیت دوسرے مسلکوں سے جدا ہے اور یہ ایک بہت خوش کن بات ہے۔ آپ لوگ بہت اچھے ہیں۔ آپ کے پاس امن ہے، آپ دنیا کی بہتری کیلئے بہت کچھ کرتے ہیں۔ حضور کی باتوں سے اس چیز کا احساس ہوا کہ ہم اکیلے دنیا کے امن کیلئے کوشش نہیں کر رہے، اور میرے خیال میں اہلِ جرمنی کیلئے یہ بہت اچھا پیغام ہے جو لوگوں کیلئے پُر امید اور مدد کرنے والا ہے۔ جب آپ دوسروں کو اچھے کام کرتے دیکھتے ہیں تو پھر آپ خود بھی اچھائی کی طرف آتے ہیں۔ شاید آپ لوگ بھی اسی طرح لوگوں کو اپنی طرف قائل کر سکتے ہیں۔

☆ایک مہمان ولف (Wolf) صاحب کہتے ہیں کہ Darmstadt میں ہر کوئی جماعت احمدیہ کو جانتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہر کوئی محبت کرتا ہے۔ بہت حیرانی کی بات تھی کہ Parking سے لے کر بیٹھنے اور کھانا کھانے تک ہر ایک کارکن بہت خوش اخلاقی سے پیش آیا اور اپنی مدد پیش کرتا رہا۔ میں اپنے کام کے سلسلہ میں بہت سے پروگراموں میں شامل ہوتا رہتا ہوں لیکن ایسے احساس کرنے والے اور مدد کرنے والے کارکن کہیں اَور نہیں دیکھے۔

☆ویردے مان (Wirdemann) صاحب

لوکل شہر کے پولیس ہیڈ ہیں، وہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: جماعت کے ساتھ ہمارے بہت اچھے تعلقات ہیں۔ میں حضور کے وجود سے بہت متاثر ہوا ہوں، آپ کا خطاب بہت سے موضوعات پر تھا اور آپ نے دوسرے مقررین کی تقریر پر نوٹس بھی لیے تھے۔ مجھے آپ کی شان داخل ہوتے ہی محسوس ہونے لگ گئی۔

☆ ییتوارک (Yitvarek) صاحبہ کہتی ہیں کہ خلیفۃ المسیح کے الفاظ اس دور کے عین مطابق تھے اور مجھے بہت حیرت ہوئی کہ آپ کے ماننے والے آپ سے کتنی محبت اور آپ کی کتنی عزت کرتے ہیں۔ اتنی عزت جرمن اپنے چانسلر کی بھی نہیں کرتے جتنی آپ کے ممبرانِ جماعت اپنے خلیفہ کیلئے کرتے ہیں۔ حضرت صاحب امن اور محبت پر خطاب کر رہے تھے اور یہ باتیں بہت ضروری ہیں۔

☆ ہانس شیرر (Hans Scherer) صاحب جو کہ ایک وکیل ہیں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: میرے جماعت کے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں اور میں آپ کی قربانیوں پر داد دیتا ہوں۔ حضرت صاحب کا خطاب پُرحکمت تھا اور میں آپ کی رائے کو بہت اچھا سمجھتا ہوں۔ میری بھی یہی رائے ہے کہ اگر ہم آگے اسلحہ بھیجتے رہیں گے تو بہت بڑا نقصان ہوسکتا ہے اور ایک عالمی جنگ کا خدشہ ہے۔ آپ کے خلیفہ دنیا کو تبدیل کرنے والے انسان ہیں جیسے گاندھی یا دلائی لاما کام کرتے ہیں۔ اور آپ کا خطاب دنیا کے لیڈروں کو سنانا چاہئے۔

☆ ٹورسٹن سیسکو (Torsten Sziesko) صاحب ایک Businessman ہیں۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: خلیفۃ المسیح کا وجود بہت حیران کن ہے۔ میں اس بات کو بہت بڑا اعزاز سمجھتا ہوں کہ مجھے آپکا قرب ملا۔ آپ کا وجود بہت متاثر کرنے والا ہے اور میرے لیے ایک inspiration ہے۔

☆ ہانس ڈروپ مان (Hans Dropman) صاحب کہتے ہیں: حضرت صاحب کا وجود مجھ پر بہت اثر کرنے والا ہے۔ آپ کا خطاب امن سے پُر تھا اور میں نے یہ سیکھا ہے کہ اسلام کا مطلب امن ہے۔

☆ ہانس یرگن وللانڈ (Hans Jürgen Welland) صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب ایک باعزت اور بارعب انسان ہیں اور آپ کا خطاب بہت اہم ہے۔ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اور یہ بات میں آج یہاں سے سیکھ کر اپنے گھر لے کر جارہا ہوں۔

☆ مس گیبر (Ms. Geber) صاحبہ ایک پادری خاتون ہیں اور اپنے خیالات کے اظہار میں کہتی ہیں کہ جب خلیفۃ المسیح ہال میں تشریف لائے تو سارا ماحول بدل گیا۔ آپ کے وجود سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک روحانی وجود ہیں۔ آپ کا خطاب بہت دلچسپ تھا اور مجھے یہ بات بہت پسند آئی کہ آپ نے ہمسائے کی تشریح بتائی کہ ہمارے گردونواح کے 40/گھروں کا شمار ہمسایوں میں ہی ہوتا ہے۔

☆ روتھ روزینوس (Ms. Ruth Rosinus) صاحبہ جو کہ سوشل ورک کرتی رہی ہیں وہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: میں عیسائی ہوں مگر خلیفۃ المسیح کا وجود مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بہت بڑا مذہبی لیڈر ہو۔ آپ کے خطاب نے مجھ پر گہرا اثر چھوڑا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہم مل کر دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ آپ ایک بہت پیار کرنے والے اور نرم مزاج انسان معلوم ہوتے ہیں اور میں سمجھتی ہوں خلیفۃ المسیح ہمارے پوپ سے بھی بہتر انسان ہیں۔ باقی مسلمانوں میں ایسے خلیفہ ہوتے تو ان کے اندر بھی ایک اچھا نظام قائم ہوجاتا۔

☆ ایک مہمان استیمیر (Istimir) صاحب بیان کرتے ہیں: جاتے ہوئے میں نے حضرت صاحب کے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ کے چہرے سے نور ہی نور نظر آرہا تھا اور آپ کو دیکھنے کے بعد میرے اندر خوشی اور مسرّت پیدا ہوگئی جس سے ساری تکالیف اور دکھ دُور ہوگئے۔

☆ باربرا میگن (Barbara Migen) صاحبہ جن کا تعلق Grüne پارٹی سے ہے، اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: میں خلیفۃ المسیح کے خطاب سے بہت متاثر ہوئی ہوں اور جو بھی آپ نے فرمایا وہ سچ ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آرہی کہ آپ کی جماعت کی مخالفت کیوں ہوتی ہے اور آپ کی مساجد کو کیوں توڑا جاتا ہے؟ جبکہ یہ جماعت امن پسند اور دوسروں کا خیال رکھنے والی ہے۔ ایسی جماعت کی مخالفت نہیں ہونی چاہئے۔ اب میں آپ کی مسجد بھی دیکھنا چاہوں گی۔

☆ ڈینس (Dennis) صاحب اسٹیٹ سیکرٹری ہیں، وہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اس بات سے بہت متاثر ہوں کہ خلیفہ وقت نے حالات حاضرہ کے متعلق خطاب فرمایا۔ خلیفہ وقت کے وجود سے ظاہر ہورہا تھا کہ آپ زندگی کے مسائل سے خوب آشنا ہیں اور آپ نے اپنے خطاب کے ذریعہ سے لوگوں کو بھی اس سے مطلع کیا۔

☆ بہلول اے مرے بیلیچی (Behlül Emre Bilici) صاحب جو نقشبندی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں خلیفہ وقت کے وجود سے بہت متاثر ہوئے اور خاص طور پر حضور انور کے رعب کا ذکر کیا۔ انہوں نے اپنی خواہش کا بھی اظہار کیا کہ وہ خلیفہ وقت کو دیکھیں اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھیں۔

☆ ڈنس ماردو (Dennis Mardo) صاحب اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں حضور انور کے وجود اور جھلک سے بہت متاثر ہوں۔ حضور انور کے خطاب کی یہ بات کہ حُب الوطنی ایمان کا حصہ ہے بہت پسند آئی۔ مجھے تقریب کے دوران اس بات کا بھی احساس ہوگیا تھا کہ روحانی راہنمائی کیوں اتنی ضروری ہے۔

☆ ایک مہمان شٹارک (Stark) صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور کا خطاب بہت متاثر کن تھا۔ حضور انور نے نہ صرف آج کی تقریب کے مناسب حال خطاب فرمایا بلکہ حالات حاضرہ کے متعلق بھی گفتگو فرمائی۔ آج حضور انور کے خطاب سے اسلام کے متعلق کافی زیادہ نئی معلومات ملیں خاص طور پر قرآنی تعلیمات کے متعلق علم میں بہت اضافہ ہوا۔

☆ ایک مہمان نے بیان کیا کہ خلیفۃ المسیح کی شخصیت سے بہت متاثر ہوں۔ خلیفۃ المسیح کی مجلس میں شمولیت باعث عزت تھا۔

☆ ایک خاتون مہمان اُرسُلا ہیرتیے (Ursula Hertje) نے کہا: اگر مذہب کو صحیح اہمیت دی جائے تو سب امن میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے آج ایسا نظر نہیں آتا۔ جو خلیفۃ المسیح نے بیان فرمایا اس کا سیاست سے بالکل کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے یہ بات اچھی لگی کہ خلیفۃ المسیح نے ایمان اور قرآن کے بارہ میں بات کی، جو حقیقت میں بنی نوع انسان کی ہدایت چاہتے ہیں۔ لیکن بعض مسلمان ایسے ہیں جو قرآنی احکامات پر عمل نہیں کرتے۔

خلیفۃ المسیح بہت تعلیم یافتہ اور صاحبِ تجربہ ہیں۔ بہت اچھی شخصیت کے مالک ہیں اور ایک خاص کرشمہ نظر آتا ہے جو کسی ایسے شخص میں ہونا بہت ضروری ہوتا ہے جس نے اپنا دین پھیلانا ہو۔

میں فرانکن تھال کی رہنے والی ہوں اور بہت سے اسلامی فرقوں کو جانتی ہوں۔ کچھ وقت پاکستان میں اور سعودیہ میں گزارا اور بہت فرقوں سے واسطہ پڑا۔ آپ کے بارہ میں research کی اور آپ کی جماعت کی activities کے بارہ میں جانا اور میں آپ کی covid کے دوران کی خدمات کی وجہ سے بہت متاثر ہوئی۔

☆ ایک مہمان Juan نامی جو integration کے شعبے میں کام کرتے ہیں نے کہا: خلیفۃ المسیح نے مجھ پر بہت مثبت اثر چھوڑا۔ آپ کا خطاب ایسا تھا گویا آپ ہمیں امن کا پیغام دے رہے ہیں۔ اس خطاب کے اس قدر ممتاز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ تمام مذاہب اور لوگوں کے ساتھ احترام سے پیش آنے کی تلقین فرمارہے ہیں۔ یہ ایک عالمی پیغام ہے جو صرف کسی خاص ملک یا قوم سے تعلق نہیں رکھتا۔ سب کیلئے اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے اپنے خطاب میں پوری انسانیت کو مخاطب فرمایا ہے۔

میں ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کو بھی جانتا تھا اور ہمارا اچھا تعلق ہوا کرتا تھا۔ خلیفہ ایک بہت باوقار شخصیت ہیں۔ آپ کا امن کا پیغام ذاتی طور پر میرے لیے بہت اہم تھا۔ آپ نے پوری دنیا کو امن کی طرف بلایا اور یہ بات مجھے بہت پسند آئی۔ میرے لیے یہ ایک بہت نایاب موقع تھا اور میں نہیں جانتا کہ مجھے اپنی زندگی میں خلیفہ کو دیکھنے کا دوبارہ موقع ملے گا یا نہیں۔

☆ فرانکن تھال کے مئیر مارٹن ہیبِش (Martin Hebisch) صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں خلیفۃ المسیح سے بہت متاثر ہوا۔ آپ کے الفاظ روحانی اور حکمت سے پُر تھے۔ آپ کا پیغام امن اور خدمتِ انسانیت کا ہے۔ مجھے یہ بات اچھی لگی کہ حضور نے اس بات پر زور دیا کہ ہم سب مل کر امن قائم کریں کیونکہ اس وقت امن خطرے میں ہے۔

☆ ایک مہمان نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: خطاب بہت متاثر کن تھا۔ اس میں مذہبی گہرائی اور روحانیت تھی۔ ایک چیز جو مجھے خاص طور پر اچھی لگی وہ یہ ہے کہ خلیفہ نے اکٹھا رہنے پر زور دیا۔ مجھے آپ کی جماعت کے بارہ میں علم نہیں تھا لیکن اس خطاب کے ذریعہ آج آپ لوگوں کے بارہ میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

☆ ایک مہمان لُوکاس کالِنِک (Lukas Kalnik) نے کہا: خلیفہ کا خطاب سننا میرے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ میرے نزدیک آپ کا خطاب زبردست تھا۔ میرے لیے خلیفہ سے ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔ آپ کے خطاب میں سے ایک بات خاص طور پر قابلِ ذکر تھی اور وہ یہ کہ آپ نے بہت باتیں اس بارہ میں کہیں کہ اس دنیا کو کس طرح بہتر بنایا جاسکتا ہے اور یہی میرے نزدیک آپ کے خطاب کا مرکزی نکتہ تھا۔ میں نے سیکھا ہے کہ اسلام کی تعلیم پُرامن ہے۔ خلیفہ اپنی شخصیت کے اعتبار سے بہت عظیم اور زبردست ہیں اور ایک رعب ہے جو آپ میں نظر آتا ہے۔

☆ ایک مہمان خاتون پیترا شٹولسلے (Petra Stölzle) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں حضور کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئی اور میں نے محسوس کیا کہ جب حضور ہال میں داخل ہوئے تو سارے ہال میں سناٹا چھا گیا۔ میں نے آپ کی باتیں بہت غور سے سنیں۔ میں نے پہلی دفعہ کسی مسلمان کا خطاب سنا اور آپ کے الفاظ نے میرے دل کو چُھو لیا ہے۔ خاص طور پر جب آپ نے فرمایا کہ ہم بڑے امن پسند لوگ ہیں۔

☆ ایک مہمان خاتون نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: مجھے حضور کا خطاب بہت متاثر کن لگا۔ خاص طور پر آپ کا ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک اور روحانیت کے تصوّر کا بیان بہت اچھا تھا۔ جنگوں کے بارہ میں آپ کا پیغام مجھے بہت پسند آیا۔ پہلی بار آپ کے ساتھ 2015ء میں ملاقات ہوئی۔ آپ کے خطاب میں سے یہ بات کہ سب کیلئے آزادی ہونی چاہئے مجھے بہت زبردست لگی۔ میں سمجھتی ہوں کہ آزادی آپ کے مذہب کا بنیادی خاصہ ہے۔ یہ بات بھی مجھے اچھی لگی کہ امن ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں اپنے لیے بھی اور دوسروں کیلئے بھی حاصل کرنا چاہئے۔

یہ بات حیرت انگیز ہے کہ خلیفۃ المسیح اس چھوٹے سے شہر میں تشریف لائے۔ پوپ شاید ایسے چھوٹے شہر میں کبھی نہ آتے۔ اس لیے مجھے یہ بات بڑی غیر معمولی لگی کہ خلیفۃ المسیح یہاں تشریف لائے۔ میرے خیال میں آپ ایک بہت بڑے لیڈر ہیں جو متعدد مشہور شخصیات کو مل چکے ہیں۔ میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے ہمارے شہر میں آنے کیلئے وقت نکالا۔ میں پہلی نہیں ہوں جو اس خلیفہ کیلئے باوقار کا لفظ صفت کے طور پر استعمال کر رہی ہوں۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ جن موضوعات پر آپ نے گفتگو فرمائی اُن کے بارہ میں بات کرنا بڑا ضروری ہے۔ سب نے بڑے انہماک سے آپ کا خطاب سنا۔ ایک بہت ہی عمدہ شخصیت ہیں اور ایک عجیب پُرکشش شخصیت ہیں۔

☆ ایک مہمان مانفرَید گرائف (Manfred Gräf) نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: ایک بہت دلچسپ شام تھی۔ ہم بہت سوالات لے کر آئے تھے اور ہمیں ان کے جوابات بھی ملے۔ میں نے خلیفۃ المسیح سے بہت کچھ سیکھا۔ تشدد کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ محبت کو نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ ہر مذہب کو اپنے اندر سمونا چاہئے۔

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

خلیفۃ المسیح کی شخصیت بہت حیران کن تھی۔ وہ جو کہتے ہیں کرتے بھی ہیں۔ میں ان کا موازنہ پوپ فرینسس یا دلائی لاما سے کرنا چاہوں گا۔ مطلب یہ کہ آپ لوگوں کو اکٹھا کرنے میں کافی فکر مند ہیں۔

☆ایک مہمان مسٹر شٹانسل (Stanzel) نے کہا: میں مہمان نوازی پر بہت حیران ہوا لیکن اس سے بھی زیادہ خلیفہ کے خطاب سے۔ آپ نے ایک ایسے دور میں خطاب فرمایا جب عمومی طور پر مذہبی باتیں نہیں ہوتیں۔ گویا مذہب کے بارہ میں بات کرنا ممنوع ہے۔ مجھے اچھا لگ رہا ہے کہ اِدھر ایک مذہبی عبادت گاہ بنائی گئی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ماٹو سینکڑوں سال پہلے ہی دوسرے مذاہب کے فرقوں میں بھی شامل کیا جانا چاہئے تھا۔

☆شہر کے میئر نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: مجھے حضور کا خطاب بہت متاثر کن لگا اور مجھے وہ موضوعات جن کے بارہ میں آپ نے گفتگو کی بہت اچھے لگے۔ اور یہ کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ میں ایک میئر ہوں اور میرا واسطہ ہر قسم کے لوگوں سے پڑتا رہتا ہے اور اس خطاب میں ہر مسئلہ کا حل ہے۔ میری تمنا ہے کہ کاش میں حضور کے ساتھ تصویر کھنچوا سکوں۔

☆مسجد کے ہمسائے تھورستن باد وِگ (Torsten Badewig) نے کہا: آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ اصل اسلام کیا ہے۔ ورنہ تو میڈیا اسلام کو خطرے کے طور پر دکھا رہا ہے۔ آج مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم سب اکٹھے ہیں خواہ کوئی مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ مجھے خاص طور ہمسایوں کے بارہ میں خلیفۃ المسیح کی باتیں بہت پسند آئیں۔ یہ بات کہ تمہیں اپنے ہمسائے کی اُسی طرح عزت کرنی چاہئے جس طرح تم اپنی فیملی سے عزت سے پیش آتے ہو۔ جرمن معاشرے میں اکثر اوقات خود غرضی پائی جاتی ہے لیکن اسلام میں معاملہ بالکل اَور ہے اور یہ بات مجھے کافی اچھی لگی۔ حضور ایک بارعب اور متاثر کرنے والی شخصیت ہیں جن کی باتیں آپ ہر روز سن سکتے ہیں۔

☆ایک مہمان ڈاکٹر مِشائیل راؤخ (Dr. Michael Rauch) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ایک بہت اچھی شام تھی۔ اس تقریب میں شامل ہونا میرے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ میں خلیفۃ المسیح کے خطاب کو سراہتا ہوں۔ مجھے جو سب سے ضروری باتیں لگیں وہ یہ کہ آپ نے ہمسایوں کے حقوق کے بارہ میں اور معاشرے میں امن وسلامتی اور ایک دوسری کی مدد کرنے کے بارہ میں بات کی۔ مجھے جماعت کے بارہ میں بھی اچھا تاثر ملا۔ محسوس ہوتا ہے کہ آپ اپنی کہی ہوئی باتوں پر خود عمل بھی کرتے ہیں۔ آپ کے اندر ایسے خلیفہ کی موجودگی آپ کیلئے باعثِ فخر ہونی چاہئے۔

☆ایک مہمان آندریاس حیلمان (Andreas Helman) نے کہا: ایک بہت دلچسپ خطاب تھا۔ میں نے خلیفہ کے بارہ میں کافی سنا تھا لیکن پہلی بار دیکھا ہے۔ ایک ایسا شخص ہے جس پر آپ اعتماد کر سکتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کو اپنا پیغام پہنچانے کا بہت زبردست ملکہ ہے۔

☆ایک مہمان خاتون آنتھیے وَیکسلر (Antje Wechsler) نے کہا کہ میں خلیفہ کے بہت قریب بیٹھی تھی۔ آپ نے اپنے سے پہلے آنے والے مقررین کے نکات بڑی گہرائی میں سمجھ کر ان کے مطابق اپنا خطاب فرمایا۔ مجھے یہ بات بڑی حیران کن لگی۔ اسکے علاوہ رواداری کا نقطہ بہت اچھا لگا۔ میں اس مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب میں بھی شامل تھی اور اُس وقت کا ماحول بھی مجھے بہت پسند آیا۔ آپ کی باتیں سن کر مجھے محسوس ہوا کہ اسلام کی تعلیمات سخت نہیں ہیں۔ عام طور پر لوگوں میں اسلام کے بارہ میں تحفظات پائے جاتے ہیں۔ لیکن خلیفہ کے خطاب نے سب تحفظات دور کر دیے۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ اسلام کی تعلیمات اتنی خوبصورت ہیں۔

☆ایک مہمان کارستن زائفرٹ (Carsten Seifert) نے کہا: اب میں آپ کے عقائد کو بالکل اَور نظر سے دیکھتا ہوں۔ میرا حضورِ انور کے بارے میں تاثر بہت مثبت رہا۔ انہوں نے مجھے واقعتاً بہت سی چیزوں کے بارے میں سوچنے پر مجبور کیا۔ میں عجیب کیفیت میں ہوں۔ میں ضرور دوبارہ مسجد آؤں گا۔ میں نے محسوس کیا کہ عیسائیت اور اسلام میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ ہمیں اسلام کے بارے میں بہت کچھ وضاحت کی ضرورت ہے۔ ہمارے عقائد بہت ملتے جلتے ہیں۔ اسلام کے بارے میں بہت کچھ سننے کو ملتا ہے جو بالکل سچ نہیں۔

☆ایک مہمان خاتون آندریا سِلوا (Andrea Silva) نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: حضورِ انور کی شخصیت نے مجھ پر بڑا گہرا اثر چھوڑا ہے۔ جس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ میں حضور کے ایک طرف بیٹھی ہوئی تھی اور جب وہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے محسوس کیا کہ ان کی شخصیت بہت بارعب اور محبت کرنے والی ہے۔ وہ لوگوں کے حالات سے واقف اور بہت سنجیدہ تھے۔ ان کی تقریر نہ صرف ہمارے وقت کیلئے مفید ہے بلکہ آنے والی نسلوں کیلئے بھی فائدہ مند ہے۔

☆ایک مہمان خاتون لِتھرا شٹُلسے (Litra Stulze) نے کہا: میں حضور کے خطاب سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ امن کا پیغام مجھے بہت پسند آیا ہے۔ آپ کے خطاب میں سب سے نمایاں چیز انسانیت سے محبت تھی۔ اسلام کے بارے میں میڈیا میں بہت سے تحفظات پائے جاتے ہیں لیکن جب میں یہاں آئی تو مجھے بالکل نئی چیزوں کے بارے بتایا گیا۔ مجھے یہ بہت پسند آیا۔ میں نے خلیفۃ المسیح کو دیکھا اور میں نے ان کے اندر ایک عاجزی محسوس کی۔

☆ایک مہمان ڈاکٹر مہمت ییلسین (Dr. Mehmet Yelsin) نے کہا: حضور سکون کا ایک بہت بڑا احساس ظاہر کرتے ہیں۔ آپ پر ذمہ داری کا بہت بڑا بوجھ ہے لیکن پھر بھی آپ ایک بہت ہی معزز شخصیت اور بہت باوقار ہیں۔ آپ کو دیکھ کر سکون ملتا ہے اور جب بھی آپ کسی ہال میں داخل ہوتے ہیں تو سارا ہال پرسکون ہو جاتا ہے۔ جب آپ سے ملتے ہیں تو ہم اپنے اندر سکون محسوس کرتے ہیں۔ ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے۔

مجھے یہ بات اچھی لگی کہ آپ نے اسلام کی خوبیوں کے بارے میں بات کی کہ اسلام امن ہے اور لوگوں کو یاد دلایا کہ ہمیں معاشرے میں کیا کردار ادا کرنا چاہئے۔

......☆......☆......☆......

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا　　اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

﴿ہمارا عزم صاف ستھرا کاروبار﴾ (SINCE 1964)

❁ قادیان دارالامان میں گھر، فلیٹس اور بلڈنگ کی عمدہ اور مناسب قیمت پر تعمیر کیلئے رابطہ کریں، اسی طرح قادیان دارالامان میں مناسب قیمت پر بنے بنائے نئے اور پرانے مکان/فلیٹس اور زمین کی خرید اور renovation کیلئے رابطہ کریں۔

(PROP: TAHIR AHMAD ASIF)

contact no. : 87279-41071, 83603-14884, 75298-44681

e mail : hussainconstructionsqadian@gmail.com

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

پُر آب ہو کر کہا تھا کہ ''یہ زلزلہ ایسا ہیبتناک ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔''

(اخبار سول 10/فروری 1934ء)

تو اُس وقت بھی لوگوں کی یہی کیفیت ہوئی تھی۔

اخبار ''حقیقت'' لکھنؤ نے لکھا کہ ''انسان تو انسان حیوان بھی اس قہرِ خدا سے حواس باختہ ہو گئے تھے اور درندے نہایت بدحواسی سے آدمیوں کے پاس بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔'' (حقیقت 18/جنوری 1934ء)

''امرت بازار پترکا'' کے نامہ نگار نے لکھا کہ ''میں نے کئی آدمیوں کو کھڑکیوں سے چھلانگیں لگاتے دیکھا۔ مگر اُن کے نیچے آنے سے پہلے دیواریں گر جاتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسانی سروں، ہاتھوں اور بازوؤں کی بارش ہو رہی ہے۔'' (پرتاپ لاہور 26/جنوری 1934ء)

مونگھیر کی تباہی کے متعلق ایک شخص نے اپنا چشم دید ماجرا بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اُس وقت ''زمین میں دائیں اور بائیں دو حرکتیں ہوئیں بعد ازاں ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے زمین کو چرخی پر رکھ کر گھما دیا ہے۔ میرے ہوش وحواس زائل ہو گئے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد سنبھلا تو ایک عجیب منظر میرے سامنے تھا۔ جہاں تک نظر جاتی تھی کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں مونگھیر میں نہیں۔ شہر کی حالت اتنی تبدیل ہو گئی تھی کہ میں اپنا گھر بھی نہ پہچان سکا۔'' (انقلاب یکم فروری 1934ء)

اخبار ''ملاپ'' کے ایڈیٹر نے لکھا کہ

''باپ بچوں کی تلاش میں سرگردان ہیں۔ بچے اپنے ماتا پتا کو تلاش کر رہے ہیں۔ گرے ہوئے مکانات میں جو بچے بچ رہے ہیں وہ ایک ایک اینٹ اُٹھا کر دیکھ رہے ہیں کہ اُن کے ماتا پتا نیچے سے نظر آ سکیں اور انہیں پیار سے بلا سکیں لیکن بھونچال نے کس کو زندہ رہنے دیا ہے۔ جب مکان کھودتے کھودتے لاش نکلتی ہے تو پھر چیخ و پکار کا کیا ٹھکانہ۔ پتھر سے پتھر دل بھی روتا ہے۔''

(''ملاپ'' 25 جنوری 1934ء)

یہی حال جنگ میں بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ جنگ میں ایک عورت کو دیکھا جو دیوانہ وار دوڑی پھرتی تھی۔ اُس کا بچہ کہیں گم ہو گیا تھا۔ وہ کبھی ایک بچہ کو اُٹھاتی اور کبھی دوسرے کو اور پھر پاگلوں کی طرح اپنے بچہ کی تلاش میں نکل کھڑی ہوتی یہاں تک کہ اُسے اپنا بچہ نظر آ گیا۔ اُس نے لپک کر اُسے گود میں اُٹھا لیا۔ اُس سے پیار کرنے لگی اور پھر آرام اور سکون سے بیٹھ کر اُسے دودھ پلانے لگ گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نظارہ دیکھا تو فرمایا کہ تم نے جو اس عورت کی گھبراہٹ کا نظارہ دیکھا ہے اس سے کہیں زیادہ گھبراہٹ اللہ تعالیٰ کو اپنے گنہگار بندے کے پانے کی ہوتی ہے

(مسلم، کتاب التوبہ)

یہ جو کہا گیا ہے کہ تُو ان لوگوں کو شراب سے متوالے دیکھے گا حالانکہ وہ شراب سے متوالے نہیں ہونگے اسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح متوالے کی حرکات اسکے قبضے میں نہیں ہوتیں اسی طرح ڈر کی وجہ سے ان لوگوں کی حرکات بھی اُن کے قبضہ میں نہیں ہونگی۔ خطرناک جنگ میں بھی لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر اس آیت کو جنگ پر ہی چسپاں کیا جائے تو میرے نزدیک اس کو فتح مکّہ پر چسپاں کرنا چاہئے۔ اس سورۃ کا نام بھی سورۃ الحج رکھا گیا ہے جس میں اس طرح اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک عظیم الشان جنگ کے نتیجہ میں مسلمانوں کیلئے حج ممکن ہو جائیگا۔ یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ اکثر سورتوں کے نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رکھے ہیں اور اس سورۃ کے تیسرے رکوع میں حج کا ذکر بھی آتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے جن کے ذریعہ حج بیت اللہ قائم ہوا۔ پس یہ آیتیں ایک عظیم لڑائی پر دلالت کرتی ہیں جسکے بعد مسلمانوں کیلئے حج کا راستہ کھل جانا مقدر تھا۔

(تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 5، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

بقیہ ورچوئل ملاقات از صفحہ 16

حصہ لیتے ہیں اور ہم بھی جتنا ممکن ہو کرتے ہیں لیکن امیر لوگوں کے پاس دولت ہے جس کی وجہ سے وہ ہم سے زیادہ قربانی کر سکتے ہیں۔ ہم کیا کریں؟ ہم ان سے کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں آپ لوگوں کو ایک تجویز دیتا ہوں کہ آپ لوگ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس دفعہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ سکتے ہیں۔ تب آپ کو اتنا ہی ثواب مل سکتا ہے۔ چونکہ آپ لوگوں کے پاس پیسے نہیں ہیں اس لیے آپ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکتے ہیں۔ لیکن بعد میں جب امیر لوگوں کو اس بارے میں پتہ چلا تو انہوں نے بھی یہ ذکر کرنا شروع کر دیا۔ پھر غریب لوگ دوبارہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ امیر لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم یہ ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے بھی یہ ذکر شروع کر دیا ہے۔ یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اس سے روکیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں انہیں کیسے روک سکتا ہوں؟ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان سب نیکیوں کی توفیق دی ہے تو انہیں کرنے دیں۔ آپ لوگوں کو اپنا ثواب مل جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے اعمال اور نیتوں کا اجر دیتا ہے۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نیت کے مطابق اجر دیتا ہے۔ اگر تمہاری نیت اچھی ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ثواب دے گا۔ تم چندہ ادا کرو یا نہ کرو۔

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ وہ سکول کی پڑھائی اور دینی تعلیم میں توازن کیسے برقرار رکھ سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کا پہلا دینی فرض یہ ہے کہ آپ پنجوقتہ نماز ادا کریں۔ صبح فجر کی نماز ادا کرنے کیلئے جلدی اٹھیں اور نماز فجر ادا کریں۔ پھر تلاوت قرآن کریم کریں اور اپنے کالج، یونیورسٹی یا سکول کیلئے تیاری کریں۔ پھر اسکول میں چھ سے سات گھنٹے گزارنے کے بعد جب آپ واپس آئیں تو آپ کے اساتذہ نے جو گھر کا کام دیا ہو، یا اسائنمنٹ (assignment) دی ہو تو اس کو پورا کریں اور اس کے بعد اگر آپ اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہیں تو چند مذہبی کتب پڑھیں۔ علم بڑھانے کے ساتھ ساتھ یہ آپ کے خیالات کو بھی بدل دے گا۔ آپ خود کو بدلنا چاہیں گے، اور اخلاقی اور روحانی طور پر بہتر ہونا چاہیں گے۔ اور جہاں تک رفاہی کاموں کا تعلق ہے اگر آپ روزانہ خدام الاحمدیہ کو وقت نہیں دے سکتے تو کم از کم ہفتہ کے اخیر پر جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کیلئے وقت نکالا کریں۔ لیکن یاد رکھیں کہ ایک طالب علم کی حیثیت سے آپ کا پہلا فرض ہے کہ اپنی پڑھائی پر زور دیں۔ اسکے ساتھ ساتھ پنجوقتہ نمازیں کبھی نہ چھوڑیں اور تلاوت قرآن کریم باقاعدگی سے کریں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25/جنوری 2022)

احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اپنے آپ میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنی چاہئے ، ایسا نہ ہو کہ لوگ انگلی اٹھائیں ،
اگر کوئی شخص مستقل غلط کام کر رہا ہے تو پھر آپ انہیں نصائح کرتے رہیں ، اگر وہ جماعت میں ہے تو کسی کو جماعت سے نکال دینا کوئی مسئلے کا حل نہیں ،
اگر کسی شخص نے کوئی بڑی غلطی یا کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہو تو پھر اسے یہ احساس دلانے کیلئے کہ اس نے بہت بُرا کام یا بہت بڑا گناہ کیا ہے
کچھ عرصہ کیلئے اس کا جماعت سے اخراج بھی کیا جاسکتا ہے اور پھر جب وہ معافی مانگ لے تو اسے جماعت میں دوبارہ شامل کیا جاسکتا ہے

کسی لڑکی سے بات کرنا کوئی گناہ تو نہیں لیکن جہاں آپ کے تعلقات غیر اسلامی یا غیر اخلاقی ہو جائیں یہ ایک گناہ ہوگا
یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مرد و زن میں فاصلہ ہونا چاہئے ، اسی وجہ سے حجاب اور پردے کا حکم ہے

ہر خادم کو یہ احساس دلائیں کہ یہ آپ کا وعدہ ہے ، یہ ہمارا رشتہ ہے ، یہ شرائط بیعت ہیں اور
ہمیں ان سب چیزوں کا خیال رکھنا ہے تا کہ ہم اپنی اصلاح کرسکیں اور اس کے نتیجے میں اپنی قوم کی اصلاح کرسکیں

آپ ان لوگوں سے دوستی کرنے کی کوشش کریں جو اچھے اخلاق والے ہیں ، جن کی فطرت نیک ہے
اور جب وہ آپ کے دوست بن جائیں گے تب آپ انہیں بتائیں کہ آپ کون ہیں ، احمدیت کیا ہے ، ہم احمدیت پر کیوں ایمان رکھتے ہیں ، پس یہ تبلیغ کا طریقہ ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ احمدیہ مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نائیجیریا کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 9/جنوری 2022ء کو احمدیہ مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نائیجیریا (AMSA) کے ساتھ آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 30 سے زائد ممبران AMSA نے اجوکورو، لیگوس نائیجیریا سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد طلبہ کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ ہمارے چند ممبرز معاشرتی برائیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ جماعت کی ساکھ بچانے کیلئے کیا بہترین راستہ ہے؟ انہیں سزا دی جائے، ان سے لاتعلق ہوجائیں یا حتی المقدور ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے؟

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں، صرف ان کا جماعت سے اخراج کر دینا اس کا حل نہیں ہے۔ آپ پہلے انہیں وعظ و نصیحت کریں اور اگر وہ توبہ کرلیں اور ان برائیوں کو ترک کر دیں تو اچھی بات ہے۔ پھر آپ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تم توبہ نہیں کرنا چاہتے تو ہم تم سے چندہ نہیں لیں گے۔ یا تمہیں کسی جماعتی عہدہ پر خدمت یا کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ چنانچہ وہ جو نیک فطرت ہوتے ہیں ان کیلئے یہ سزا ہی کافی ہوتی ہے۔ اور ہم انہیں یہ بھی نصیحت کرتے ہیں کہ احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اپنے آپ میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ انگلی اٹھائیں کہ یہ احمدی مسلمان ہیں، یہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ انہوں نے زمانے کے مصلح، مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اسلام کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلائیں گے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم دیگر مسلمانوں سے بہتر ہیں اور اس کے باوجود ان کا یہ رویہ ہے۔ چنانچہ آپ کو ان سے کہنا چاہئے کہ وہ اپنی زندگی کو تبدیل کریں اور حقیقی احمدی بننے کی کوشش کریں پھر اکثر اس کو سمجھ جاتے ہیں۔ ورنہ ہر انسان میں کمزوریاں ہوتی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم کامل ہیں۔ ہم میں بھی کمزوریاں ہیں۔ لیکن ان معمولی کمزوریوں سے صَرف نظر کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی شخص مستقل غلط کام کر رہا ہے تو پھر آپ کو مستقل مزاج ہونا پڑے گا۔ انہیں نصائح کرتے رہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ذَكِّر۔ اِنَّمَآ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ۔

آپ ان کو نصیحت کرتے رہیں اور یہ آپ کا فرض ہے نہ کہ ان کو دھتکارنا۔ اگر وہ جماعت میں ہیں تو کسی کو نکال دینا کوئی مسئلے کا حل تو نہ ہوا۔ لیکن اگر وہ شخص خود جماعت سے نکلنا چاہتا ہو تو پھر یہ بالکل اَور بات ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کوئی بہت بڑی غلطی یا کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہو تو پھر اسے یہ احساس دلانے کیلئے کہ اس نے بہت برا کام یا بہت بڑا گناہ کیا ہے، تو کچھ عرصہ کیلئے اس کا جماعت سے اخراج بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر جب وہ معافی مانگ لے تو اسے جماعت میں دوبارہ شامل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اگر کوئی معمولی سی غلطی سرزد ہوگئی ہو یا اگر کسی شخص میں کوئی چھوٹی برائیاں ہوں تو پھر ہمارا کام تو یہی ہے کہ ہم ان کو نصیحت کریں۔ انہیں سمجھائیں اور انہیں ایک احمدی کی ذمہ داریوں کا احساس دلائیں۔

ایک اور طالب علم نے سوال کیا کہ ہم اپنے افراد جماعت کو جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کے ساتھ کیسے منسلک کر سکتے ہیں جبکہ مشکلات اور غیر اخلاقی حرکتیں یونیورسٹیز میں دن بدن بڑھ رہی ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں، جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل ہونا چاہئے اور ہر احمدی کو اسکی عملی صورت اختیار کرنی چاہئے۔ ایک احمدی مسلمان کو اسلامی تعلیم کا حقیقی عکاس بننا ہوگا۔ اگر آپ اپنے طلبہ کو بتائیں اور انہیں احساس دلائیں کہ احمدی ہوتے ہوئے یہ ان کا فرض ہے اور وقتاً فوقتاً انہیں ان کے احمدیت کے ساتھ رشتے کی طرف توجہ دلاتے رہیں اس طرح کہ ان کو شرائط بیعت بھجواتے رہیں کہ یہ وہ شرائط ہیں جن کی بنیاد پر آپ نے احمدیت قبول کی ہے اور یہ آپ کا رشتہ ہے اور آپ کا وعدہ ہے کہ آپ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ تو یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے کہ آج کل تو یونیورسٹی کا ماحول بھی غیر مناسب ہے۔ اس حد تک کہ لڑکے اور لڑکیاں بعض اوقات ایک دوسرے کے ساتھ غیر شرعی تعلقات بنا لیتے ہیں۔ لیکن احمدی طلبہ کو ان چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ لڑکیوں کے ساتھ صرف پڑھائی کی حد تک تعلق ہونا چاہئے۔ کسی لڑکی سے بات کرنا کوئی گناہ تو نہیں لیکن جہاں آپ کے تعلقات غیر اسلامی یا غیر اخلاقی ہو جائیں یہ ایک گناہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مرد و زن میں فاصلہ ہونا چاہئے۔ اسی وجہ سے حجاب اور پردے کا حکم ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ اگر آپ شادی کرنا چاہتے ہیں تو ایسی لڑکی کا انتخاب کریں جس کا رجحان دین کی طرف ہو، نیک ہو۔ اگر ہمارے طلبہ کو ان سب باتوں کا احساس ہو جائے تو وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ دیکھیں، ہم دنیا میں انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دنیا کی اصلاح کرنے والے ہیں۔ اگر ہم ہی ان برائیوں میں ملوث ہو جائیں تو پھر ہم اپنا وعدہ کیسے نبھا سکیں گے۔ خدام الاحمدیہ کے عہد میں آپ دہراتے ہیں کہ مَیں ان چیزوں کی قربانی دوں گا۔ تاہم اگر آپ اپنے جذبات کی قربانی نہیں دے سکتے۔ اگر آپ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں تو پھر آپ اپنا وعدہ کیسے نبھا سکیں گے۔ چنانچہ ہر خادم کو یہ احساس دلائیں کہ یہ آپ کا وعدہ ہے، یہ ہمارا رشتہ ہے، یہ شرائط بیعت ہیں اور ہمیں ان سب چیزوں کا خیال رکھنا ہے تا کہ ہم اپنی اصلاح کرسکیں اور اس کے نتیجے میں اپنی قوم کی اصلاح کرسکیں۔ پھر ہم ایسا ملک بن جائیں گے جو ترقی کرے گا ورنہ اللہ تعالیٰ ہمیں سزا دے گا۔ اور ہمیں اس حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ ہم نے بالآخر اس دنیا کو چھوڑنا ہے اور اگلی دنیا میں اپنے انجام کا سامنا کرنا ہوگا۔ سو یہ وہ باتیں ہیں جن کا آپ کو انہیں احساس دلانا چاہئے۔ اگر وہ سمجھ جائیں تو بڑی اچھی بات ہے۔ ورنہ ہمارا فرض تو انہیں نصیحت اور تنبیہ کرتے چلے جانا ہے جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔

ایک اَور طالب علم نے سوال کیا کہ ہم اس کو کس طرح تبلیغ کریں جو ہماری بات سننا نہیں چاہتا؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا تھا کہ تم اپنے پیغام کو زبردستی سب لوگوں تک نہیں پہنچا سکتے۔ جو لوگ سننا نہیں چاہتے، انہیں چھوڑ دو۔ یہ ان کی قسمت۔ ایک بہت بڑی تعداد متقی اور نیک یا اچھے اخلاق والے لوگوں کی ہے جو آپ کی بات کو سننا چاہتے ہیں۔ یا وہ کم از کم آپ سے اچھی باتیں سننا پسند کرتے ہیں۔ پس اس طرح آپ ان لوگوں سے دوستی کرنے کی کوشش کریں جو اچھے اخلاق والے ہیں۔ جن کی فطرت نیک ہے۔ اور جب وہ آپ کے دوست بن جائیں گے تب آپ انہیں بتائیں کہ آپ کون ہیں، احمدیت کیا ہے۔ ہم احمدیت پر کیوں ایمان رکھتے ہیں۔ پس یہ تبلیغ کا طریقہ ہے۔ ورنہ آپ کسی پر جبر تو نہیں کر سکتے۔ آج کل لوگ مذہب سے لاتعلق ہیں۔ اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان یا عیسائی ہیں۔ لیکن وہ اسلام یا عیسائیت یا کسی اور مذہب پر عمل نہیں کر رہے ہوتے۔ پس بہتر یہی ہے کہ ان لوگوں کو تلاش کیا جائے جو آپ کی بات سننا چاہتے ہیں۔ بجائے ان لوگوں پر اپنا وقت ضائع کرنے کے جو آپ کی بات پر کان نہیں دھرتے۔

ایک دوسرے طالب علم نے سوال کیا کہ طلبہ جماعت کے لازمی چندہ جات کس طرح ادا کیا کریں؟

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں، اگر آپ کو اپنے والدین سے جیب خرچ ملتا ہے، پھر آپ خدام الاحمدیہ کا چندہ ادا کر سکتے ہیں۔ چونکہ آپ کی آمدنی نہیں ہے اس لیے آپ پر چندہ عام فرض نہیں ہے اور اگر آپ نے وصیت کی ہوئی ہے تو آپ اس چھوٹی رقم کے مطابق ادا کر سکتے ہیں جو آپ کو فراہم ہے۔ اس کے علاوہ اگر پیسے ہوں تو وقف جدید اور تحریک جدید کا چندہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ کے پاس پیسے نہ ہوں اور آپ کے والدین آپ کو جیب خرچ نہ دیتے ہوں اور آپ کو کوئی سکالرشپ یا وظیفہ بھی نہ ملتا ہو تو اللہ تعالیٰ آپ پر فرض نہیں کرتا کہ آپ چندہ دیں۔ تب آپ ان سب سے آزاد ہیں۔ لیکن کم از کم اس کمی کو پورا کرنے کیلئے کہ آپ چندہ نہیں دے سکتے، آپ اللہ تعالیٰ سے روزانہ کی پانچ نمازوں میں دعا کر سکتے ہیں۔ اسکے بعد آپ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یا نماز کے بعد بھی دعا کر سکتے ہیں۔ دیکھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں غریب لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ امیر لوگ ہماری طرح پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں اور جہاد میں

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

جنگ بدر میں کفار کو شدید نقصان اور مومنوں کو جنگی لحاظ سے عظیم الشان فائدہ پہنچا

مومنوں کی مدد اور کفار پر رعب طاری کرنے کیلئے ملائکہ بھی دلوں پر نازل ہوئے بلکہ جنگِ بدر میں کئی کفار نے ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا

جنگِ بدر میں وقوع پذیر ہونے والے حالات و واقعات کا دلنشین بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 7 جولائی 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جنگ بدر کے دن ابوجہل نے کیا دعا کی تھی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: بدر کی لڑائی کے وقت میں ایک شخص مُسمّٰی عمرو بن ہشام نے جسکا نام پیچھے سے ابوجہل مشہور ہوا جو کفار قریش کا سردار اور سرغنہ تھا ان الفاظ سے دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ مَنْ کَانَ مِنَّا اَفْسَدَ فِی الْقَوْمِ وَاَقْطَعَ لِلرَّحِمِ فَاَحِنْہُ الْیَوْمَ یعنی اے خدا! جو شخص ہم دونوں میں سے (اس لفظ سے مراد اپنے نفس اور آنحضرت ﷺ کو لیا تھا) تیری نگہ میں ایک مفسد آدمی ہے اور قوم میں پھوٹ ڈال رہا ہے اور باہمی تعلقات اور حقوق قومی کو کاٹ کر قطع رحم کا موجب ہو رہا ہے آج اس کو تو ہلاک کر دے۔

سوال جنگ بدر کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے کیا بیان کیا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے فرماتے ہیں: میدان کارزار میں کشت وخون کا میدان گرم تھا۔ مسلمانوں کے سامنے ان سے سہ چند جماعت تھی جو ہر قسم کے سامان حرب سے آراستہ ہوکر اس عزم کے ساتھ میدان میں نکلی تھی کہ اسلام کا نام ونشان مٹا دیا جاوے اور مسلمان بیچارے تعداد میں تھوڑے، سامان میں تھوڑے، غربت اور بے وطنی کے صدمات کے مارے ہوئے ظاہری اسباب کے لحاظ سے اہل مکہ کے سامنے چند منٹوں کا شکار تھے مگر توحید اور رسالت کی محبت نے انہیں متوالا بنا رکھا تھا اور اس چیز نے جس سے زیادہ طاقتور دنیا میں کوئی چیز نہیں یعنی زندہ ایمان نے ان کے اندر ایک فوق العادت طاقت بھر دی تھی۔ وہ اس وقت میدان جنگ میں خدمت دین کا وہ نمونہ دکھا رہے تھے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہر اک شخص دوسرے سے بڑھ کر قدم مارتا تھا اور خدا کی راہ میں جان دینے کیلئے بے قرار نظر آتا تھا۔ حمزہؓ اور علیؓ اور زبیرؓ نے دشمن کی صفوں کی صفیں کاٹ کر رکھ دیں۔

سوال مسلمان کے پہلے شہید کون تھے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلمانوں کے پہلے شہید کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت مِہْجَعؓ کو ایک تیر کا ہدف بنایا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یہ مسلمانوں کے پہلے شخص تھے جنہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

سوال ابوجہل کا قتل کس طرح ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ابوجہل کے قتل کے بارے میں بخاری میں جو روایت آتی ہے اسکے مطابق حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں جنگِ بدر کے دن ایک صف میں کھڑا تھا۔ مَیں نے نگاہ پھیری تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دائیں اور بائیں دو نوعمر نوجوان لڑکے ہیں جیسے ان کی اس موجودگی پر میں اپنے آپ کو امن میں نہیں سمجھتا تھا۔ انہوں نے کہا یہ نوجوان لڑکے یا بچے انہوں نے میری کیا حفاظت کرنی ہے۔ کہتے ہیں مَیں امن میں نہیں سمجھتا تھا۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے چپکے سے جسکی خبر اسکے ساتھی کو نہ ہوئی مجھے پوچھا۔ چچا! مجھے ابوجہل تو دکھا دو۔ مَیں نے کہا میرے بھتیجے تجھے اس سے کیا کام؟ وہ کہنے لگا مَیں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر میں اسکو دیکھ پاؤں تو اسے مار ڈالوں گا یا اسکے سامنے خود مارا جاؤں گا۔ پھر دوسرے نوجوان نے چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھ سے ایسے ہی پوچھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے تھے کہ مجھے کبھی اتنی خوشی نہ ہوتی اگر مَیں ان کی جگہ دو مردوں کے درمیان ہوتا۔ ان کے اس جذبے کے باوجود بھی ان کو تسلی نہیں ہوئی پھر بھی چاہتے تھے کہ دو مضبوط آدمی میرے دائیں بائیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے ان دونوں کو ابوجہل کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں شکروں کی طرح اس پر جھپٹے اور اس کو مار ڈالا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے معاذ اور معوذ۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابوجہل کو فرعون سے بڑھ کر کیوں کہا؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابوجہل کو فرعون کہا گیا ہے۔ مگر میرے نزدیک وہ تو فرعون سے بڑھ کر ہے۔ فرعون نے تو آخر کہا اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ (یونس: 91) کہ مَیں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ مگر یہ آخر تک ایمان نہ لایا۔ مکہ میں سارا فساد اسی کا تھا اور بڑا متکبر اور خود پسند، عظمت اور شرف کو چاہنے والا تھا۔

سوال جنگ بدر میں فرشتوں کے نزول کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ بدر میں فرشتوں کا نزول اسکے بارے میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا اس وعدے کے ساتھ کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ غزوۂ بدر میں نزولِ ملائکہ کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا یہ جبرئیل ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑا ہوا ہے اور جنگی آلات سے آراستہ ہیں۔ سیرت ابنِ ہشام میں متعدد صحابہ کی روایات بدر کے دن فرشتوں کے نزول پر دلالت کرتی تھیں۔

سوال جنگ بدر میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر کس طرح اپنی تائید و نصرت فرمائی؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جنگ بدر میں خدا تعالیٰ نے بادلوں میں سے ہی اپنا چہرہ ظاہر کیا یعنی ابھی جنگ شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہوئی جس سے کفار کو شدید نقصان اور مومنوں کو جنگی لحاظ سے عظیم الشان فائدہ پہنچا اور پھر مومنوں کی مدد اور کفار پر رعب طاری کرنے کیلئے ملائکہ بھی دلوں پر نازل ہوئے بلکہ جنگِ بدر میں کئی کفار نے ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا اور قُضِیَ الْاَمْرُ کے ماتحت عرب کے سردار چن چن کر مارے گئے۔

سوال حضرت سعدؓ کا کفار کے خلاف کس طرح کا جذبہ تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ کا کفار کے خلاف شدید جذبہ کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ آخرکار جب دشمن نے شکست کھا کر ہتھیار پھینک دیے اور صحابہؓ انکو گرفتار کرنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ حضرت سعدؓ کے چہرے پر اس منظر سے ناگواری کے آثار ہیں یعنی مسلمانوں کے اس عمل کو وہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ سے فرمایا اے سعد! ایسا لگتا ہے کہ تم قوم کی اس حرکت کو یعنی مشرکوں کو گرفتار کرنے کو ناپسند کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا بیشک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکوں کے ساتھ ہماری یہ پہلی اور کامیاب جنگ ہے۔ لہٰذا اس میں میرے نزدیک مشرکوں کو زندہ رکھنے کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ قتل کر دینا بہتر ہے۔

سوال جنگ بدر میں کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے کافر مارے گئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے لیکن مشرکین کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کیے گئے جو عموماً قائد اور سردار اور بڑے بڑے سربرآوردہ حضرات تھے۔

سوال جو جو مسلمان اس جنگ میں شہید ہوئے ان کے اسماء کیا تھے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مہاجر جو تھے ان میں عُبَیدہ بن حارِث بن مُطّلِب، عُمَیر بن ابی وقّاص، ذُوالشِّمَالَین یعنی عمیر بن عبد عمرو، عاقل بن بُکَیر، مِہْجَع مولیٰ عمر بن خطاب، صَفْوَان بن بَیْضَاء۔ اور انصار میں سے سعد بن خَیْثَمہ، مبشر بن عبدالمنذِر، یزید بن حارِث، عُمَیر بن حُمَام، رافع بن مُعلّٰی، حارِثہ بن سُراقہ۔

سوال مشرکین میں چند اہم نام کیا ہیں جو اس جنگ میں مارے گئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مشرکین کے مقتولین جو تھے وہ ستر مشرکین تھے جو ہلاک ہوئے۔ زیادہ تر قریش کے سردار تھے۔ چند اہم اور نامور مقتولین کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان، حارث بن حَضْرَمی، عامر بن حضرمی، عبیدہ بن سعید بن عاص، عاص بن سعید بن عاص، عُقْبَہ بن ابی مُعَیط، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر، ابوالبختری عاص بن ہِشام، نضر بن حارث، عاص بن ہِشام، عاص بن ہشام کا نام دو دفعہ ہے یا دو شخص ہیں۔ ابوالعاص بن قیس، امیہ بن خَلَف، ابوجہل جس کا نام عَمرو بن ہشام تھا۔ ان میں سے اکثریت ان کی تھی جو مکے میں مسلمانوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیا کرتے تھے۔

......☆......☆......☆......

> **جنگ بدر سے واپسی سے قبل آنحضرت ﷺ اس گڑھے کے پاس تشریف لے گئے جس میں رؤسائے قریش دفن کئے گئے تھے**
>
> **آپ نے ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَکُمُ اللّٰہُ حَقًّا فَاِنِّیْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِیَ اللّٰہُ حَقًّا**
>
> **یعنی کیا تم نے اس وعدہ کو حق پایا جو خدا نے میرے ذریعہ تم سے کیا تھا، یقیناً میں نے اس وعدے کو حق پالیا ہے جو خدا نے مجھ سے کیا تھا**

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14 جولائی 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جنگ بدر میں کتنے کفار مارے گئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ بدر میں ستر کفار مارے گئے جن میں سے بہت سے رؤسا اور سردار بھی تھے۔

سوال رؤسائے قریش کی تدفین کے بارے میں کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رؤسائے قریش کی تدفین کے بارے میں اسطرح ذکر ملتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کعبے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ قریش کے چند افراد کے کہنے پر ان میں سے سب سے بدبخت نے نبی کریم ﷺ کے کندھوں کے درمیان جانور کی بچہ دانی رکھ دی جبکہ آپؐ سجدے میں تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں ہی رہے اور وہ لوگ ہنستے رہے۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو کسی نے بتایا۔ وہ چھوٹی لڑکی تھیں، دوڑتی ہوئی آئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسکو آپؐ کے اوپر سے ہٹا دیا حضرت فاطمہؓ نے ان لوگوں کو برا بھلا کہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے دعا کی۔ اے اللہ! تُو قریش کی گرفت کر۔ اے اللہ! تُو قریش کی گرفت کر۔ اے اللہ! تُو قریش کی گرفت کر۔ پھر آپؐ نے نام لیے اے اللہ! عمرو بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید پر گرفت کر۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے خود انکو بدر کے دن گرے ہوئے دیکھا یعنی ان لوگوں کو جنکے نام آنحضرت ﷺ نے لیے تھے۔ پھر ان کو بدر کے گڑھے میں گھسیٹ کر پھینکا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گڑھے والے لعنت کے نیچے ہیں۔

سوال کفار کے سب مقتولوں کو جب گڑھے میں ڈالا تو امیہ بن خلف کو کیوں نہیں اس میں ڈالا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کفار کے سب مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دو۔ چنانچہ سب کو ڈال دیا گیا سوائے امیہ بن خلف کے۔ اسکی لاش اپنی زرہ میں پھول گئی تھی۔ جب اس کو اٹھانا چاہا تو اس کا گوشت گرنے لگا اس وجہ سے اس کو اسی جگہ مٹی اور پتھر ڈال کر ڈھانک دیا گیا۔

سوال آنحضرت ﷺ نے جب حضرت ابوحذیفہؓ سے ناگواری کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضورﷺ نے حضرت ابوحذیفہؓ جو عتبہ کے بیٹے تھے کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھ لیے۔ یہ مسلمان ہو گئے تھے، باپ کافر تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابوحذیفہ! شاید تمہارے دل میں تمہارے باپ کے بارے میں کچھ گمان گزرا ہے۔ انہوں نے عرض کی نہیں یارسول اللہؐ! مجھے نہ تو باپ کے بارے میں شک ہے نہ اسکے قتل کے بارے میں شک ہے لیکن میں جانتا تھا کہ میرا باپ صائب الرائے اور حلیم اور معزز انسان تھا۔ مجھے امید تھی کہ یہ امور یعنی یہ باتیں جو اس نے دیکھیں، اچھی باتیں تھیں، اسے اسلام کی طرف لے جائیں گی۔ جب میں نے اسکا انجام دیکھا تو مجھے اس کا کفر یاد آگیا حالانکہ مجھے اسکے اسلام لانے کی امید تھی۔ اس بات نے مجھے غمزدہ کر دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یعنی ابوحذیفہؓ کو دعائے خیر دی اور بھلائی کے کلمات کہے۔

سوال جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ نے جو معجزات دکھائے ان میں سے کون سے معجزہ کا حضور انور نے ذکر فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس جنگ میں آنحضورﷺ کے معجزات کا ذکر بھی ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ سیرت کی کتاب میں یوں ملتا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عُکاشہ بن مُحصنؓ بدر کے دن اپنی تلوار کے ساتھ لڑائی کرتے رہے یہاں تک کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی۔ وہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ایک لکڑی ان کو عنایت کی اور فرمایا اے عکاشہ! تم اس سے کافروں کے ساتھ جنگ کرو۔ عکاشہ نے اس کو ہاتھ میں لے کر لہرایا تو وہ لکڑی آپؐ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی جو کافی لمبی تھی جس کا لوہا بہت سخت تھا اور اسکی رنگت سفید تھی۔ آپؓ اسکے ساتھ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمادی۔ راوی کہتا ہے اس تلوار کا نام عون تھا۔ بعد کی جنگوں میں بھی وہ اس تلوار کے ساتھ دادِ شجاعت دیتے رہے یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں انہوں نے شہادت پائی۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فدیہ لینے کا فیصلہ فرمایا تھا وہ کس کی منشا تھی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حقیقت یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے کا فیصلہ جو فرمایا تھا وہ الٰہی منشا کے عین مطابق تھا۔

سوال قریش مکہ میں سے کچھ اپنے مقتولین کیلئے نوحہ کر رہے تھے تو دوسروں نے انہیں کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قریش مکہ میں سے کچھ نے اپنے مقتولین پر نوحہ کیا تو دوسروں نے ان سے کہا ایسا نہ کرو کیونکہ محمد ﷺ اور انکے اصحابؓ کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ تمہاری اس حالت پر خوش ہوں گے اور اپنے قیدیوں کی رہائی کیلئے کسی کو نہ بھیجو یہاں تک کہ تم انکے بارے میں خوب غور وفکر کر لو۔ نہ نوحہ کرنا ہے، نہ اپنے قیدیوں کو چھڑانے کیلئے کوئی کوشش کرنی ہے تاکہ محمد ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ فدیہ کے معاملے میں تم پر سختی نہ کریں۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھے کے پاس تشریف لے گئے جس میں رؤسائے قریش دفن کئے گئے تھے کیا کہا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ بدر سے واپسی سے قبل آپؐ اس گڑھے کے پاس تشریف لے گئے جس میں رؤسائے قریش دفن کئے گئے تھے اور پھر ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ حَقًّا فَاِنِّيْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا یعنی ''کیا تم نے اس وعدہ کو حق پایا جو خدا نے میرے ذریعہ تم سے کیا تھا۔ تحقیق میں نے اس وعدے کو حق پالیا ہے جو خدا نے مجھ سے کیا تھا۔ نیز فرمایا: يَآ اَهْلَ الْقَلِيْبِ بِئْسَ عَشِيْرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ وَصَدَّقَنِيَ النَّاسُ وَاَخْرَجْتُمُوْنِيْ وَاٰوَانِيَ النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُوْنِيْ وَنَصَرَنِيَ النَّاسُ یعنی ''اے گڑھے میں پڑے ہوئے لوگو! تم اپنے نبی کے بہت برے رشتہ دار بنے۔ تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میرے وطن سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے خلاف جنگ کی اور دوسروں نے میری مدد کی۔'' حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! وہ اب مردہ ہیں وہ کیا سنیں گے۔ آپؐ نے فرمایا میری یہ بات وہ تم سے بھی بہتر سن رہے ہیں۔ یعنی وہ اس عالم میں پہنچ چکے ہیں جہاں ساری حقیقت آشکار ہو جاتی ہے اور کوئی پردہ نہیں رہتا۔

سوال جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ کے لعاب دہن اور دستِ اقدس کا کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر کے روز ان کی آنکھ پر ضرب لگی ان کی آنکھ ان کے رخسار پر بہ نکلی یعنی ڈیلا نکل کے باہر آگیا۔ انہوں نے اسے نیچے پھینک دینے کا ارادہ کیا۔ صحابہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہؓ کو اپنے پاس بلایا اور اپنی ہتھیلی پر ان کی آنکھ رکھی پھر اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا یعنی واپس آنکھ میں ڈیلا ڈال دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں یاد تک نہ رہا کہ ان کی کسی آنکھ کو تکلیف پہنچی تھی۔ پھر آنکھ ایسی جڑی، ٹھیک ہوئی ہے کہ ان کو احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ آنکھ وہ تھی جو نکلی تھی بلکہ یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت لگتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر محض خود حفاظتی میں تلوار اٹھائی ہے۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا ۞ میرا بستاں کلامِ احمد ہے

ابنِ مریمؑ کے ذکر کو چھوڑو ۞ اُس سے بہتر غلامِ احمد ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28 ستمبر 2023ء بروز جمعرات 12 بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر اور غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم محمد اطہر صاحب

ابن مکرم ڈاکٹر محمد انور زاہد صاحب (یو۔کے)

25 ستمبر 2023ء کو 59 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑنواسے اور مکرم سید سیّد احمد شاہ صاحب (صدر انجمن احمدیہ ربوہ) کے نواسے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والے، صائب الرائے، خلافت اور جماعت سے بے حد محبت کرنے والے اور خاموشی سے غریبوں کی مدد کرنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ اپنے بہن بھائیوں اور عزیز واقارب کا خاص خیال رکھنے والے تھے۔ گھر کے کاموں میں ہر لحاظ سے اہلیہ اور بچوں کی معاونت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ہر سال باقاعدگی سے جلسہ سالانہ پر خدمت کرتے تھے۔ آپ کو راولپنڈی میں کچھ عرصہ اسیر راہ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خود بھی دینی خدمت کا جوش تھا اور یہی ولولہ اپنی اولاد میں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شاہزیب اطہر صاحب (مربی سلسلہ) یوکے میں اور داماد مکرم طاہر احمد خان صاحب (مربی سلسلہ) ناروے میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ بیتول جیاوودی Mrs Bayetool Jeeawody صاحبہ (تریولے، ماریشس)

13 اگست 2023ء کو 89 سال کی عمر میں ماریشس میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ 1966ء میں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئیں۔ خاندانی مخالفت کے باوجود اپنے ایمان پر پختگی سے ڈٹی رہیں اور لجنہ اماء اللہ کی فعال رکن تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں اور جمعہ کی پابند، تہجد گزار، جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، مہمان نواز اور اعلیٰ اخلاق کی مالک ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ نے اپنی کچھ زمین وصیت کر کے وقف کی اور گلشن احمد فنڈ میں بھی نمایاں طور پر چندہ ادا کیا۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار بیٹے اور چار بیٹیاں نیز پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ کے بچے مختلف حیثیتوں میں جماعت کے مختلف شعبہ جات میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(2) مکرمہ رضیہ سلطانہ اشرف صاحبہ

اہلیہ مکرم اشرف محمود صاحب (جرمنی)

12 اگست 2023ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اپنے حلقہ میں کافی سال صدر لجنہ رہیں اور شعبہ ضیافت میں بھی خدمت بجالاتی رہیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، بہادر، باہمت، مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ پاکستان میں غریب بچیوں کی شادی کے لیے مالی مدد کرتی تھیں۔ حلقہ کی مسجد کے لیے خطیر رقم پیش کرنے کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرمہ فاطمہ یاسمین صاحبہ

اہلیہ مکرم محمد امین منیر صاحب مرحوم (راولپنڈی)

7 مئی 2023ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ مولوی عبدالغفور صاحب (سابق صدر جماعت کوہاٹ) کی بیٹی اور مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب (سابق امیر ضلع راولپنڈی) کی ہمشیرہ تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت سے انتہائی عقیدت کا تعلق رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ سننے کا خاص اہتمام کرتیں۔ جب تک ربوہ میں جلسہ ہوتا رہا ہر سال جلسہ سالانہ پر جانے کا خصوصی انتظام کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ آپ مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب (ریجنل امیر کینیڈا) اور مکرم عطاء القدوس صاحب (ریجنل امیر اسلام آباد یوکے) کی پھوپھی تھیں۔

(4) مکرم چودھری عبدالعزیز صاحب

ابن مکرم چودھری عبدالرشید صاحب (ملائیشیا)

24 مارچ 2023ء کو ڈیوٹی پر جاتے ہوئے ایک حادثے میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ لمبا عرصہ ملتان میں اپنے گاؤں کی جماعت کے صدر رہے۔ ہر قسم کے چندے سال کے شروع میں ہی ادا کر دیتے تھے۔ عید کے موقع پر غرباء کو تحائف بھی بھجواتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے اور تمام حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ آپ مکرم محمد صدیق صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ کے بڑے بھائی تھے۔

(5) مکرم اعجاز احمد ملک صاحب (میری لینڈ، امریکہ)

22 جولائی 2023ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ پاکستان کے صوبہ سرحد میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں بطور ڈپٹی ڈائریکٹر کام کرتے رہے اور بہت ایمانداری اور سادگی سے زندگی گزاری۔ ضلع مردان میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری مال چارسدہ جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1992ء میں امریکہ منتقل ہوئے اور لمبا عرصہ بطور لوکل سیکرٹری وصایا خدمت بجالاتے رہے۔ خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور عقیدت کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپ کو عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحوم موصی تھے اور اپنی زندگی میں حصہ جائیداد کی مکمل ادائیگی کر چکے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم دانش احمد ملک صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا میں درجہ ثالثہ میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ مکرم مسعود ملک صاحب (نائب امیر امریکہ) کے چھوٹے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11545: میں صبا موسیٰ رضا زوجہ مکرم ڈاکٹر ادریس مبارک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈاکٹر تاریخ پیدائش 19/جولائی 1987 پیدائشی احمدی ساکن نورس روڈ بنگلور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 جون 2023ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 325 گرام 22 کیریٹ، فلیٹ نمبر F-1 نمبر 9 نورس روڈ رچوکونڈ ٹاؤن بنگلور، نمبر 20 سیکنڈ کراس روڈ اے این گپتا لے آؤٹ ولسن گارڈن بنگلور ہالف آنرشیپ سروے نمبر 20-45-62، سونے حق مہر 2 لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 80 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ

:عمر عبدالقدیر الامۃ: ڈاکٹر صبا موسیٰ رضا گواہ: بشارت احمد کریم

مسل نمبر11561: میں عطیۃ الاحیٰ بنت مکرم فضل احمد اجب شیر صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 3/مئی 2007 پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ سوندوادی ضلع سندھوڈرگ مہاراشٹرا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 اکتوبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: دبیر الحق خان الامۃ: عطیۃ الاحیٰ گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر11562: میں امۃ الباری سی وی بنت مکرم احمد عطاء الرب سی وی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 28/فروری 2005 پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ مسلم مشن مل سٹیٹ بیوار شام گھاٹ کالونی راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 ستمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: احمد عطاء الرب سی وی الامۃ: امۃ الباری سی وی گواہ: ناصر احمد

مسل نمبر11563: میں افسانہ زوجہ مکرم عبدالصمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 20 جنوری 2001 پیدائشی احمدی ساکن پوسٹ آفس روپن گھڑ ضلع اجمیر صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 ستمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 10 گرام 22 کیریٹ زیور نقرئی: 150 گرام۔ حق مہر 115000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالصمد خان الامۃ: افسانہ گواہ: عبدالرؤف خان

مسل نمبر11564: میں عبدالصمد خان ولد مکرم عبدالرؤف خان صاحب قوم احمدی مسلمان ملازمت تاریخ پیدائش 15/دسمبر 1999 پیدائشی احمدی ساکن پوسٹ آفس روپن گھڑ ضلع اجمیر صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 ستمبر 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالرؤف خان العبد: عبدالصمد خان گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر11565: میں نرگس بیگم زوجہ مکرم محمد لال چند شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 14/اپریل 1996 پیدائشی احمدی ساکن گرراج کالونی ضلع بھرت پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 ستمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 تولہ 22 کیریٹ حق مہر 50 ہزار روپے، دو ستک کھیتی زمین خسرہ نمبر 13220۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد لال چند شیخ الامۃ: نرگس بیگم گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر11566: میں شکیلہ خاتون زوجہ مکرم عابد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 31/مارچ 1990 پیدائشی احمدی ساکن کریم پور ضلع دھولپور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18/ستمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 4 گرام 22 کیریٹ زیور نقرئی: 10 تولہ، حق مہر 25000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کامران احمد الامۃ: شکیلہ خاتون گواہ: عابد خان

مسل نمبر11567: میں مبارکہ اقبال زوجہ مکرم محمد اقبال صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن قدیم نور ہسپتال بلاک 1 فلیٹ نمبر 6 ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/نومبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایمک عدد سونے کی انگوٹھی 2 گرام 22 کیریٹ، ناک کی قیل ایک عدد۔ زیور نقرئی: ایک جوڑی پائل حق مہر 21000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان الامۃ: مبارکہ اقبال گواہ: طاہر احمد

مسل نمبر11568: میں امۃ الفائزہ زوجہ مکرم محمد بشارف خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 5/مارچ 2000 پیدائشی احمدی ساکن موضع سمور ڈاکخانہ غازی پور ضلع فتحپور صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 اکتوبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک گلے کا لاکٹ، دو عدد انگوٹھی، ایک جوڑی کان کے بوندے، ایک عدد ناک کی قیل (تمام زیورات 12.82 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک جوڑی پائل 150 گرام، ایک جوڑی ہتھ پھول 100 گرام، ایک عدد بال کی چوٹی 70 گرام، ایک چاندی کی انگوٹھی 4.5 گرام (تمام زیورات 5.324 گرام) حق مہر 100000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان الامۃ: امۃ الفائزہ گواہ: رستم احمدی

شادیوں، بیاہوں پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں
اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پہلا مطالبہ سادہ زندگی کا ہے۔ آج جب مادیت کی دوڑ پہلے سے بہت زیادہ ہے اس طرف احمدیوں کو بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ سادگی اختیار کرکے ہی دین کی ضروریات کی خاطر قربانی دی جاسکتی ہے......شادیوں، بیاہوں پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں۔ مساجد کی تعمیر میں دیا جاسکتا ہے اور کاموں میں دیا جاسکتا ہے۔ مختلف تحریکات میں دیا جاسکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/نومبر 2006ء)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

COAT-PANT, SHERWANI, VASE COAT
SALWAR KAMEEZ, LADIES COAT
عمدہ کوالٹی کے کپڑے مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں

Gentelman Tailors
Civil Line Road, Near Four Story
Qadian - 143516 Dist. Gurdaspur, PUNJAB
Tayyab : 9779827028 Sadiq : 9041515164

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 7 - December - 2023 Issue. 49

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کریم کے احکام کی عملی تفسیر تھی، جہاں عدل وانصاف اور امن کا قیام بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں

جنگ احد کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ، صحابہ کرام کے جوش ایمان وجذبہ شہادت کا دلگداز وایمان افروز تذکرہ

فلسطینیوں کیلئے دعائیں کرتے رہیں

جنگ بندی ختم ہونے کے بعد پھران پر بلاتفریق بمباری ہوگی اور پھر معصوم شہید ہوں گے، کتنا ظلم ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے

ان کے مستقبل کے بارے میں بڑی طاقتوں کے ارادے بڑے خطرناک ہیں، ان کیلئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 1 / دسمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے حوالے سے کچھ بیان کروں گا کہ آپ کی شخصیت کے پہلو اور آپ کا اسوہ ان حالات میں کس طرح ہمارے سامنے آتا ہے۔ جنگ بدر کے حوالے سے ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح آپ نے قیدیوں کو سہولتیں مہیا فرمائیں۔ قیدی خود کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے مطابق صحابہ اپنی خوراک سے بہتر خوراک ہمیں دیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جب ان قیدیوں کی رہائی کا معاملہ آیا تو بڑی آسان شرائط پر ان کو رہا کر دیا۔ بعض کا فدیہ تو صرف اتنا تھا کہ جن کو لکھنا پڑھنا آتا ہے وہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ بدر کے قیدیوں میں ایک شخص ابوعزی جمعی تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اَے محمد ﷺ میری پانچ بیٹیاں ہیں جن کا میرے سوا کوئی سہارا نہیں، مجھے معاف فرما دیں۔ آپ ﷺ نے نہ صرف معاف کیا بلکہ اسے بغیر فدیہ لئے آزاد بھی کر دیا۔ یہ آپ کا اُسوہ تھا۔ آپ کے دل میں ان کیلئے کسی ذاتی دشمنی کے جذبات نہیں تھے۔ پھر آپ ﷺ نے جنگ کے اصول وقواعد مقرر فرمائے معاہدوں کا بھی پاس کیا اور ان چیزوں پر انتہائی درجہ تک عمل بھی کیا۔ آجکل کی دنیا کی طرح نہیں کہ اصول وضوابط تو بیشمار بنائے ہیں لیکن عمل کوئی نہیں بلکہ دوہرے معیار ہیں۔ آپ کی زندگی تو قرآن کریم کے احکام کی عملی تفسیر تھی جہاں عدل وانصاف اور امن کا قیام بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے غزوات میں آپ کا طریق اور اسوہ کیا تھا، اس بارے میں بیان کروں گا۔ آج احد کے حوالے سے کچھ بیان کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی جنگی تیاریوں اور جوش وخروش کی اطلاع آپ کے چچا حضرت عباس نے بھیجی جو مکہ میں تھے۔ مکی مسلمان حضرت عباس کو اپنا سہارا خیال کرتے تھے جبکہ حضرت عباس چاہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس مدینہ چلے جائیں لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں لکھا کہ آپکا مکہ میں رہنا زیادہ بہتر ہے۔ حضرت عباس کی ارسال کردہ خبریں بڑی تفصیلی ہوتی تھیں۔ ایک خط میں وہ لکھتے ہیں کہ قریش کا لشکر آپ کی طرف روانہ ہو چکا ہے ان کے پہنچنے تک ان سے مقابلے کی حتی المقدور تیاری کر لیجئے۔ یہ کل تین ہزار کا لشکر ہے جس کے آگے دوسو گھڑ سوار ہیں ان میں سات سو زرہ پوش ہیں اور تین ہزار اونٹ ہیں اور وہ اپنا تمام تر اسلحہ ساتھ لا رہے ہیں۔

قریش کا لشکر 5 شوال 3 ہجری کو مکہ سے نکلا اس جنگ میں قریش کی قیادت ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی۔ شاہسواروں کا نگران خالد بن ولید تھا اور علمبردار بنو عبدالدار تھے۔ نیز بھالے اٹھائے ہوئے زرہیں پہنے ڈھالیں تھامے اور تیر کمان ساتھ لئے اپنے سینوں کو جوش انتقام سے بھر کر تین ہزار جنگجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کیلئے مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان میں سے دو ہزار نوسو قریش اور ان کے موالی اور دیگر قبائل میں سے تھے جبکہ سو کنانہ قبائل میں سے تھے۔ سات سو زرہیں دوسو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ ہمراہ لئے تھے۔ راستے میں کھانے کیلئے ذبح کئے جانے والے اونٹ اس کے علاوہ تھے۔ بجانے کیلئے دف اور پینے کیلئے خاص مقدار میں شراب بھی ساتھ اٹھائی۔

قریش نے حضرت عباس کو اپنے ساتھ اس جنگ میں لے جانے کی کوشش کی مگر عباس نے عذر کر دیا اور قریش کی اُس لاپرواہی کا ذکر کیا جو جنگ بدر کے موقع پر ان کے ساتھ کی گئی تھی کہ وہ گرفتار ہوئے تھے کسی نے ان کی رہائی میں اُن کی مدد نہیں کی۔ فوج کے ساتھ جانے والی عورتوں کی تعداد پندرہ بیان کی گئی ہے جن میں ابوسفیان نے اپنی بیوی ہند بنت عتبہ کو شامل کیا اسی طرح عکرمہ بن ابوجہل نے اپنی بیوی ام حکیم بنت حارث کو ساتھ لیا اور حارث بن ہشام نے اپنی بیوی فاطمہ بنت ولید کو اور صفوان بن امیہ نے اپنی بیوی برزہ بنت مسعود کو ساتھ لیا۔ حضرت مصعب بن عمیر کی ماں اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ شامل ہوئی۔

ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ جنگ کے دوران جب وحشی کے پاس آتی تو اس سے کہتی کہ ایسا کام کرنا جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے۔ وحشی ایک حبشی غلام تھا اس کا ایک نیزہ تھا جو بہت خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا اس کو زندہ نہیں چھوڑتا تھا۔ وحشی جبیر بن مطعم کا غلام تھا اس نے وحشی کو بلا کر کہا کہ تو بھی لشکر کے ساتھ جا اور اگر تو نے حمزہ کو مار دیا تو میں تجھے آزاد کر دوں گا کیونکہ حمزہ نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔

قریش کا یہ لشکر دس گیارہ دن کے سفر کے بعد مدینہ کے پاس پہنچا اور چکر کاٹ کر مدینہ کے شمال کی طرف احد کی پہاڑی کے پاس ٹھہر گیا۔ اس جگہ کے قریب ہی عریض کا سرسبز میدان تھا جہاں مدینہ کے مویشی چرا کرتے تھے اور کچھ کھیتی باڑی بھی ہوتی تھی۔ قریش نے سب سے پہلے اس چراگاہ پر حملہ کر کے اس میں من مانی کی اور غارت مچائی۔ جب آنحضرت ﷺ کو اپنے مخبروں سے لشکر کے قریب آجانے کی اطلاع موصول ہوئی تو آپ نے اپنے ایک صحابی حباب بن منذر کو روانہ فرمایا کہ جا کر دشمن کی تعداد کا پتہ کریں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر دشمن کی طاقت زیادہ ہو تو علیحدگی میں مجھے اطلاع دینی ہے تاکہ مسلمانوں میں بددلی نہ پھیلے۔ اب لشکر کی آمد کی خبر مدینہ میں پھیل چکی تھی اور عریض پر جو اِن کا حملہ تھا اسکی اطلاع بھی عام ہو چکی تھی۔ گو عامتہ الناس کو لشکر کفار کے تفصیلی حالات کا علم نہیں دیا گیا مگر پھر بھی یہ رات مدینہ میں سخت خوف اور خطرہ کی حالت میں گزری۔ خاص خاص صحابہ نے ساری رات آنحضرت ﷺ کے مکان کے اردگرد پہرہ دیا۔

جب جنگ احد کی تیاری کیلئے مشاورت ہوئی تو اسی دوران رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات میں نے ایک خواب دیکھی ہے کہ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے اور اپنی تلوار یعنی ذوالفقار کی دھار مَیں میں نے دندانہ پڑا دیکھا ہے پھر میں نے دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہاتھ ڈال رہا ہوں اور مَیں ایک مینڈھے پر سوار ہوں۔ صحابہ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا جہاں تک گائے کا تعلق ہے تو اس سے یہ اشارہ ہے کہ میرے کچھ صحابہ شہید ہوں گے اور جہاں تک میری تلوار میں دراڑ کا تعلق ہے تو اس سے یہ اشارہ ہے کہ میرے گھر والوں یا خاندان میں سے کوئی شخص قتل ہوگا۔ اور مضبوط زرہ کا مطلب مدینہ ہے یعنی ہمارا مدینے میں رہ کر مقابلہ کرنا ٹھیک ہے۔ اور مینڈھے سے مراد ہے کہ میں دشمن کے حامیوں کو قتل کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ میں قیام کرو اور عورتوں اور بچوں کو ہم قلعوں میں پہنچا دیں۔

رسول ﷺ نے جو رائے دی یہی اکابر مہاجرین اور انصار کی رائے تھی اور عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی یہی رائے دی۔ البتہ مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا جن میں اکثریت نوجوان صحابہ کی تھی اور یہ لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور شہادت کے خواہش مند تھے اور دشمن سے لڑنے کے خواہاں تھے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں لے کر مدینہ سے باہر دشمن کے پاس چلیں۔ کہیں دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم بزدل ہو گئے ہیں۔

ایاس بن اوس بن عتیق نے کہا بنو عبدالاشہل یہ امید کرتے ہیں کہ ذبح کی ہوئی گائے ہم لوگ ہوں دوسروں نے کہا یہ دو اچھائیوں میں سے ایک ہے کامیابی یا شہادت۔ حضرت حمزہ نے کہا اس کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی میں آج کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر نکل کر میں اپنی تلوار سے ان کے ساتھ نہ لڑوں چنانچہ وہ جمعہ اور ہفتہ کے دن روزے سے رہے اور جب شہید ہوئے تو وہ روزہ سے تھے۔ نعمان بن مالک نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں جنت سے محروم نہ کریں۔ اُس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں جنت میں ضرور داخل ہوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکر؟ انہوں نے کہا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور میں جنگ کے دن نہیں بھاگوں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ مالک بن سنان خدری اور ایاس بن عتیق اور ایک جماعت نے لڑائی کیلئے نکلنے پر خوب ترغیب دلائی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت خاتم النّبیین میں لکھا ہے کہ اکثر صحابہ جو خاص طور پر نوجوان تھے جو بدر کی جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے اپنی شہادت سے خدمت دین کا موقع حاصل کرنے کیلئے بے تاب تھے آنحضرت ﷺ سے بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ شہر سے باہر نکل کر کھلے میدان میں مقابلہ کرنا چاہئے۔ ان لوگوں نے اس قدر اصرار کیا اور اپنی رائے پیش کی کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے جوش کو دیکھ کر ان کی بات مان لی اور فیصلہ فرمایا کہ ہم کھلے میدان میں نکل کر کفار کا مقابلہ کریں گے اور پھر جمعہ کی نماز کے بعد آپ نے مسلمانوں میں عام تحریک فرمائی کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے اس غزوہ میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: باقی اسکی تفصیل انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگی۔ فلسطینیوں کیلئے دعائیں کرتے رہیں جنگ بندی ختم ہونے کے بعد پھر ان پر بلاتفریق بمباری ہوگی اور پھر معصوم شہید ہوں گے۔ کتنا ظلم ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے۔ ان کے مستقبل کے بارے میں بڑی طاقتوں کے ارادے بڑے خطرناک ہیں۔ ان کیلئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad